فقہی مسائل پر مشتمل 100 مختصر فتاوی
100
مختصر فتاویٰ نیلمیہ
حصہ اوّل
از
مولانا ابو بکر نیلمی
نظر ثانی
استاذ محترم مفتی انس رضا قادری مدنی دامت برکاتہم العالیہ
پیشکش
الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی

فہرست

قرآن و فقہ کی تعلیم کا مرکز

آن لائن

الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی

یاجوج ماجوج کے ایمان کے متعلق

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ یاجوج ماجوج کافر ہیں یا مسلمان؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

یاجوج ماجوج کافر ہیں حضرت علامہ سلیمان جمل علیہ الرحمہ اپنی تفسیر حاشیہ جمل میں فرماتے ہیں وھم کفار دعاھم النبی صلی اللہ علیہ وسلم الایمان لیلۃ الاسراء ولم یجیبو ترجمہ = یاجوج ماجوج کافر ہیں معراج کی رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ایمان کی دعوت دی تو انہوں نے قبول نہیں کی۔

(حاشیۃ الجمل جلد 4 ص458 قدیمی کتب خانہ کراچی)

علامہ عبد العزیز پرہاروی رحمہ اللہ اپنی شرح نبراس میں فرماتے ہیں وقد صح فی الحدیث انھم من اھل النار،، ترجمہ = تحقیق حدیث میں صحت کے ساتھ ثابت ہے کہ بے شک یاجوج ماجوج جہنمی ہیں۔

(النبراس ص351 مکتبہ حقانیہ پشاور)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو بکر نیلمی

3صفر 1445ء 21 اگست 2023ھ

الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ

الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی آن لائن

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ جو مسلمان اپنی بیٹی کی شادی قادیانیوں میں کردے اس سے تعلقات رکھنا کیسا؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

قادیانی شرعا مسلمان نہیں ہیں بلکہ مرتد ہیں ان سے کسی مسلمان عورت کا نکاح مطلقا جائز نہیں ہے اگر مسلمان والدین نے قادیانی کو مسلمان سمجھتے ہوئے اپنی بیٹی دی تو یہ خود بھی کافر ہو جائیں گئے نیز مسلمان والدین کا اپنی بیٹی کی شادی جان بوجھ کر قادیانی کے ساتھ کرنا اپنی بیٹی کو زنائے خالص کے لئے پیش کرنا اور حرام کا ارتکاب کرنا ہے ان والدین کو چاہیئے کہ فورا اپنی بیٹی کو قادیانی سے جدا کریں اور توبہ کریں ورنہ ان سے تعلق داری منع ہے اور مسلمانوں پر لازم کہ مل کر ان کا بائیکاٹ کریں اور دعا سلام اٹھنا بیٹھنا اور غمی خوشی میں شرکت سے مکمل کنارہ کریں۔ فتاوی رضویہ میں امام اہلسنت ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں "کہ اگر وہ لڑکا اپنے باپ کے مذہب پر تھا اور اسے یہ معلوم تھا کہ اس کا یہ مذہب ہے اور دانستہ لڑکی اس کے نکاح میں دی تو یہ لڑکی کو زنا کے لئے پیش کرنا اور پرلے سرے کی دیوثی ہے ایسا شخص سخت فاسق ہے اور اس کے پاس بیٹھنا تک منع ہے ورنہ اس کے سخت بے احتیاط اور دین میں بے پرواہ ہونے میں کوئی شبہ نہیں اور اگر ثابت ہو کہ وہ واقعی مرزائیوں کو مسلمان جانتا ہے اس بنا پر یہ تقریب کی تو خود کافر و مرتد ہے علمائے کرام حرمین شریفین نے قادیانی کی نسبت بالاتفاق فرمایا کہ جو اس کے کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر اس صورت میں فرض قطعی ہے کہ تمام مسلمان موت حیات کے سب علاقے اس سے قطع کردیں بیمار پڑے پوچھنے کو جانا حرام مر جائے تو اس کے جنازے پر جانا حرام اسے مسلمان کے گورستان میں دفن کرنا حرام اس کی قبر جانا حرام۔"

(فتاوی رضویہ، جلد 14، صفحہ 321، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

مولانا ابو بکر نیلمی

27 جمادی الاولی 1445ھ 12 دسمبر 2023ء

الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ — وعلی آلک واصحابک یا حبیب اللہ

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن

جبرائیل کا دحیہ کلبی رضی اللہ کی شکل میں

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کی شکل میں ہی کیوں آتے تھے اس کی کیا وجہ ہے ؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

شریعت کی حکمتوں کی تلاش میں نہیں رہنا چاہیئے شریعت کے ہر معاملے کو بغیر حکمت تلاش کئے تسلیم کرنا چاہیئے البتہ جہاں تک سوال کا تعلق ہے اس کا جواب یہ ہے کہ جبرائیل علیہ السلام حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کے حسن وجمال کی وجہ سے ان کی شکل میں تشریف لاتے تھے کیونکہ حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ان سے زیادہ خوبصورت کوئی نہیں تھا۔ عمدۃ القاری میں ہے "وقد کان یأتیہ فی صورۃ دحیہ قلت اختصاص تمثلہ بصورۃ دحیہ دون غیرہ من الصحابہ لکونہ أحسن أھل زمانہ صورۃ ولھذا کان یمشی متلثما خوفا أن یفتتن بہ النساء "ترجمہ = اور کبھی کبھی حضرت جبرائیل علیہ السلام حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کی صورت میں تشریف لاتے تھے میں کہتا ہوں حضرت جبرائیل علیہ السلام کا حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کی صورت جیسی شکل اختیار کرنا اور حضرت دحیہ کے علاوہ دوسرے صحابہ کی صورتوں جیسی شکل اختیار نہ کرنا اس وجہ سے تھا کہ حضرت دحیہ رضی اللہ عنہ اپنے زمانے کے لوگوں میں سے سب سے زیادہ خوبصورت تھے یہی وجہ ہے کہ آپ نقاب کر کے چلا کرتے تھے اس ڈر کی وجہ سے کہ کہیں عورتیں فتنے میں نہ پڑ جائیں۔ (عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری، جلد 1، کتاب بدء الوحی، صفحہ 140، مکتبہ رشیدیہ، کوئیٹہ)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

مولانا ابو بکر نیلی

28 جمادی الاولی 1445ھ 13 دسمبر 2023ء

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ وعلیٰ الک واصحابک یا حبیب اللہ

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ جبرائیل علیہ السلام سے بھی افضل ہیں ؟۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

اہلسنت کے اجماعی عقیدے کے مطابق رسل الملائکہ یعنی حضرت جبرائیل حضرت میکائیل حضرت اسرافیل حضرت عزرائیل علیہم السلام انبیاء علیہم السلام کے علاوہ باقی عامۃ البشر یعنی تمام انسانوں سے افضل ہیں ہاں البتہ صدیق اکبر رسل الملائکہ کے علاوہ باقی تمام فرشتوں سے افضل ہیں۔عقائد نسفیہ میں ہے" ورسل البشر أفضل من رسل الملائكة ورسل الملائكة أفضل من عامة البشر وعامة البشر أفضل من عامة الملائكة "ترجمہ=رسل البشر رسل الملائکہ سے افضل رسل الملائکہ عامۃ البشر سے افضل عامۃ البشر عامۃ الملائکہ سے افضل۔ (عقائد نسفیہ، صفحہ 364، مکتبۃ المدینہ،)

فتاوی شارح بخاری میں اسی طرح کے ایک سوال کے جواب میں ہے "حضرت جبرائیل امین رسل الملائکہ میں سے ہیں اور اس عبارت میں عامۃ البشر سے مراد ہر انسان ہیں انبیاء کرام کے علاوہ اگرچہ وہ صحابی ہو جب رسل ملائکہ کا عامہ بشر سے افضل ہونا ضروریات دین سے ہے اور جبرائیل امین رسل الملائکہ میں سے ہیں تو یہ کہنا کہ حضرت صدیق اکبر جبرائیل امین سے افضل ہیں کفر ہوا اس لئے کہ ضروریات دین کا انکار کفر ہے۔

(فتاوی شارح بخاری، جلد 1 کتاب العقائد، 661،)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبــــــــہ

مولانا ابو بکر نیلی

رجب المرجب 1445ھ 28 جنوری 2024ء

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ ﷺ وعلیٰ آلک واصحابک یا حبیب اللہ

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن

افضل کون قرآن یا صاحب قرآن

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ قرآن مجید افضل ہے یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم افضل ہیں ؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

قرآن مجید اللہ کا کلام ہے اور کلام اللہ کی دو قسمیں ہیں ایک نفسی یعنی حقیقی ایک لفظی البتہ جو حقیقی ہے وہ قدیم ہے اور اللہ کی صفت ہے اور جو کلام لفظی ہے وہ مخلوق وحادث ہے اب اگر کلام اللہ سے مراد پہلا معنی ہو کلام نفسی والا تو اس صورت میں قرآن مجید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل ہے کیونکہ اس صورت میں یہ اللہ کی صفت ہے لیکن اگر کلام اللہ سے دوسرا معنی ہو تو پھر رسول اللہ علیہ وسلم قرآن مجید سے افضل ہیں کیونکہ امت کا اتفاق ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام مخلوقات سے افضل ہیں۔ فتاوی شارح بخاری میں ہے "قرآن حقیقت میں اللہ عزوجل کا کلام ہے اور اس کی صفت ہے جو واجب قدیم غیر مخلوق ہے یہ قرآن کا حقیقی معنی ہے لیکن ہمارے عرف میں قرآن اس مصحف یعنی کتاب کو کہا جاتا ہے جس میں قرآن لکھا ہو مثلا بولتے ہیں یہ قرآن مجید بہت خوبصورت لکھا ہوا ہے اس قرآن مجید کا ہدیہ کیا ہے فلاں نے قرآن مجید مسجد پر وقف کیا قرآن مجید کی سنہری جلد بند ھوادو وغیرہ ان تمام محاورات میں قرآن سے مراد مصحف اور کتاب ہے اور یہ بلاشبہ حادث اور مخلوق ہے قرآن مجید بہ معنی اول یعنی اللہ عزوجل کی صفت قدیم تمام مخلوقات حتی کہ خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی افضل ہے اس معنی کر کسی کو قرآن سے افضل بتانا کفر لیکن بہ معنی مصحف مخلوق اور حادث اس سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا افضل ہونا بلکل واضح ہے کیونکہ امت کا اس پر اتفاق ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تمام مخلوقات سے افضل ہیں۔" (فتاوی شارح بخاری، جلد 1، صفحہ 275، عقائد متعلقہ نبوت)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــہ

مولانا ابو بکر نیلمی

3 شعبان المعظم 1445ھ 14 فروری 2024ء

الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ وعلی آلک واصحابک یاحبیب اللہ

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک عالم کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا کہ آدھی دھوپ اور آدھے سائے میں نہیں بیٹھنا چاہئے کیونکہ ایسا کرنے سے حدیث پاک میں منع فرمایا گیا ہے کیا یہ بات درست ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

جسم کے کچھ حصے پر دھوپ آرہی ہو تو سنت یہ ہے کہ وہاں سے ہٹ جائے یعنی یا تو مکمل چھاؤں میں رہے یا مکمل دھوپ میں کیونکہ حدیث پاک میں اس سے منع کیا گیا ہے عالم صاحب کا یہ بات بیان کرنا بالکل درست ہے۔ سنن ابی داؤد میں حضرت محمد بن منکدر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے "عن محمد بن منکدر قال حدثنی من سمع ابا ھریرۃ یقول قال أبو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم اذا کان احدکم فی الشمس وقال مخلد فی الفیئ فقلص عنہ الظل وصار بعضہ فی الشمس وبعضہ فی الظل فلیقم" ترجمہ = محمد بن منکدر فرماتے ہیں مجھے اس بندے نے بتایا جس نے حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا تھا کہ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی ایک دھوپ میں بیٹھا ہو مخلد فرماتے ہیں سائے میں ہو اور سایہ اس سے سمٹ گیا کچھ سایہ میں ہو گیا کچھ دھوپ میں تو وہاں سے اٹھ جائے۔
(سنن ابی داؤد، جلد 4، ص 405، رقم حدیث 4821، کتاب الادب، المطبعۃ الانصاریہ، دھلی)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ
مولانا ابو بکر نیلمی
17 رمضان المبارک 1445ھ 28 مارچ 2024ء

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ وعلیٰ الک واصحابک یاحبیب اللہ

آن لائن
الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اکثر لوگ بسم اللہ کی جگہ 786 لکھتے ہیں یہ 786 کیا ہے اس کی وضاحت فرمادیں اور یہ لکھنا کیسا؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

یہ بات یاد رہے کہ قرآن مجید کی آیت بسم اللہ الرحمن الرحیم ہے نہ کہ 786 البتہ علم الاعداد کے اعتبار سے 786 بسم اللہ الرحمن الرحیم کے اعداد ہیں کیونکہ جن معانی پر بسم اللہ کے حروف کی لکیریں دلالت کرتی ہیں 786 کی لکیریں بھی ان معانی کو ظاہر کرتی ہیں لہذا بسم اللہ کی جگہ 786 کا لکھنا شرعا جائز ہے خصوصا جہاں بسم اللہ لکھنے میں بے ادبی کا اندیشہ ہو۔ فتاوی فیض الرسول میں ہے "خط وغیرہ کی ابتدا میں تبرکاً بسم اللہ الرحمن الرحیم کے حروف کے اعداد 786 لکھنا جائز ہے اس لئے کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم کے حروف کی لکیریں جن معانی پر دلالت کرتی ہیں 786 کی لکیریں بھی ان معانی کو ظاہر کرتی ہیں لیکن بسم اللہ الرحمن الرحیم قرآن مجید کی آیت ہے اور 786 آیت نہیں ہے تو قرآن مجید کی آیت کو بے ادبی سے بچانے کے لئے 786 لکھنے کی ابتدا ہوئی پھر جہاں بے ادبی کا اندیشہ نہیں ہے وہاں بھی اس گنتی کا لکھنا رائج ہو گیا۔"
(فتاوی فیض الرسول، جلد 3، صفحہ 455، شبیر برادرز، لاہور)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ
مولانا ابو بکر نیلمی
28 جمادی الاولی 1445ھ 13 دسمبر 2023ء

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ وعلیٰ آلک واصحابک یاحبیب اللہ

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن

سر اور داڑھی کے سفید بال نکالنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ سر یا داڑھی کے سفید بالوں کو نکالنا کیسا ؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

داڑھی اور سر کے سفید بالوں کو کاٹنا یا اکھاڑنا مکروہ عمل ہے کیونکہ حدیث پاک میں سفید بالوں کو نور کہا گیا ہے ہاں البتہ اگر مجاہد اس نیت سے سفید بال اکھاڑے کہ دشمن پر رعب باقی رہے تو اس کو اجازت ہے۔ سنن ابی داؤد میں عن عمر ابن شعیب عن جدہ کے واسطے سے ہے "قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تنتفوا الشیب ما من مسلم یشیب شیبۃ فی الاسلام قال عن سفیان الا کانت لہ نورا یوم القیامہ وقال فی حدیث یحی الا کتب اللہ لہ بھا حسنۃ وخط عنہ بھا خطیۃ" ترجمہ = رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سفید بال نہ اکھاڑا کرو کیونکہ کوئی مسلمان ایسا نہیں جس کو مسلمانی کی حالت میں سفیدی آئی سفیان سے مروی ہے کہ وہ قیامت کے دن اس کے لئے نور ہو گا حدیث یحی میں ہے کہ اس کے بدلے اللہ تعالی اس کے لئے ایک نیکی لکھے گا اور اس کے بدلے ایک گناہ معاف فرمائے گا۔ (سنن ابی داؤد، جلد4، صفحہ 136، کتاب الترجل، باب نتف الشیب، رقم حدیث 4202، المطبعۃ الانصاریہ، الھند)

فتاوی عالمگیری میں ہے "نتف الشیب مکروہ للتزیین لا لترھیب العدو کذا نقل عن الامام کذا فی جواھر الاخلاطی" ترجمہ = زینت کی غرض سے سفید بالوں کو اکھیڑنا مکروہ ہے نہ کہ دشمن کو مرعوب کرنے کی غرض سے ایسے ہی امام سے نقل کیا گیا ہے ایسے ہی جواہر الاخلاطی میں ہے۔ (فتاوی عالمگیری، جلد5 کتاب الکراھیۃ، صفحہ 359، الباب العشرون فی الزینۃ، اسلامی کتب خانہ)

بہار شریعت میں ہے "سفید بالوں کو اکھاڑنا یا قینچی سے چن کر نکلوانا مکروہ ہے ہاں مجاہد اگر اس نیت سے ایسا کرے کہ کفار پر اس کا رعب طاری ہو تو جائز ہے۔" (بہار شریعت، حصہ 16، صفحہ 587، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــہ

مولانا ابو بکر نیلمی

14 رمضان المبارک 1445ھ 25 مارچ 2024ء

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن

حالت حیض میں کلمے وغیرہ

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ نکاح کے وقت اگر عورت حیض کی حالت میں ہو تو کیا پانچ کلمے پڑھ سکتی ہے ؟۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق و الصواب

صورت مذکورہ میں عورت کا کلمے پڑھنا جائز ہے کیونکہ حالت حیض و نفاس میں عورت کو جو چیز شرعا ممنوع و حرام ہے وہ ہے قرآن مجید کی تلاوت زبانی ہو یا دیکھ کر اور قرآن مجید کو چھونا اگرچہ اس کی جلد یا چولی یا حاشیہ کو ہاتھ یا انگلی کی نوک یا بدن کا کوئی حصہ لگے مسجد میں داخلہ وغیرہ اس کے علاوہ ذکر اذکار کرنے میں کوئی حرج نہیں البتہ بہتر یہ ہے کہ وضوء یا کلی کر کے کلمے وغیرہ اذکار کرے۔ فتاوی افریقہ میں ہے "حالت حیض میں صرف قرآن عظیم کی تلاوت ممنوع ہے کلمے پانچوں پڑھ سکتی ہے کہ اگرچہ ان میں بعض کلمات قرآن ہیں مگر ذکر و ثناء ہیں اور کلمہ پڑھنے میں نیت ذکر ہی ہے نہ نیت تلاوت تو جواز یقینی ہے۔"
(فتاوی افریقہ، صفحہ 143، شبیر برادرز، لاہور)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

مولانا ابو بکر نیلمی

19 جمادی الاولی 1445ھ 4 دسمبر 2023ء

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن

داہنے ہاتھ سے استنجے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ داہنے ہاتھ سے استنجاء کرنا کیسا؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

استنجاء چاہے پانی سے ہو یا ڈھیلے سے بہر صورت بایاں ہاتھ ہی استعمال کیا جائے گا کیونکہ داہنے ہاتھ سے استنجاء کرنا مکروہ ہے البتہ اگر بایاں ہاتھ کام نہ کرتا ہو تو ایسی صورت میں داہنے ہاتھ سے بھی جائز ہے ۔ فتاوی عالمگیری میں ہے "ویکرہ الاستنجاء بالعظم وکذا بالیمین ھکذا فی التبیین واذا کان بالیسری عذر یمنع الاستنجاء بھا جاز أن یستنجی بیمینہ من غیر کراھۃ" ترجمہ = ہڈی وغیرہ کے ساتھ استنجاء کرنا مکروہ ہے اسی طرح داہنے ہاتھ سے بھی استنجاء کرنا مکروہ ہے ایسے ہی تبیین میں بیان ہوا ہے اور اگر بائیں ہاتھ میں کوئی ایسی بیماری وغیرہ ہو جو بائیں ہاتھ کے ساتھ استنجاء کرنے سے روکے تو بغیر کسی کراہت کے داہنے ہاتھ سے استنجاء کرنا جائز ہے ایسے ہی سراج الوہاج میں ہے۔

(فتاوی عالمگیری، جلد 1 کتاب الطہارۃ، الفصل الثالث فی الاستنجاء، صفحہ 50، اسلامی کتب خانہ، لاہور)

بہار شریعت میں ہے "داہنے ہاتھ سے استنجاء کرنا مکروہ ہے اگر کسی کا بایاں ہاتھ بیکار ہو گیا تو اسے داہنے ہاتھ سے جائز ہے۔" (بہار شریعت، حصہ 2، استنجے کا بیان، صفحہ 411، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبــــــہ

مولانا ابو بکر نیلمی

3 رجب 1445ھ / 15 جنوری 2024ء

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ وعلی آلک واصحابک یا حبیب اللہ

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ پچھلی شرمگاہ کے بال صاف کرنے کا کیا حکم ہے ؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

پچھلی شرمگاہ کے بال صاف کرنا مستحب ہے تاکہ اچھے انداز میں صفائی کا اہتمام ہو سکے۔ حاشیہ طحطاوی میں ہے "والمستحب ازالۃ شعر الدبر خوفا من أن یعلق بہ شئ من النجاسۃ الخارجۃ فلا یتمکن من ازالتہ بالاستجمار" ترجمہ = پچھلی شرمگاہ کے بالوں کو اتارنا مستحب ہے اس خوف کی وجہ سے کہ نکلنے والی نجاست کہیں بالوں کے ساتھ نہ لگ جائے پس ممکن نہیں ہو گا اس نجاست کو زائل کرنا پتھر کے ساتھ استنجاء کرنے کی صورت میں۔

(حاشیہ طحطاوی، کتاب الصلوۃ، باب الجمعہ، صفحہ 527، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

وقار الفتاوی میں ہے "اور دبر (یعنی پاخانہ کے مقام) کے بال صاف کرنا مستحب ہے۔"

(وقار الفتاوی، جلد 2، صفحہ 541، بزم وقار الدین، کراچی)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــہ

مولانا ابو بکر نیلمی

26 رجب المرجب 1445ھ 7 فروری 2024ء

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ وعلیٰ آلک واصحابک یا حبیب اللہ

الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی آن لائن

وضوء میں اعضاء کے دھلنے میں شک

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کسی بندے کو وضوء کے دوران اعضاء کے دھونے میں شک واقع ہوتا ہو تو اس کے لئے شرعی حکم کیا ہے ؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

انسان کو چاہیے کہ وہ شکوک وشبہات کو اپنے قریب تک نہ آنے دے بلکہ ان سے جان چھڑائے شکوک وشبہات سے جان چھڑانے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ ان کی طرف توجہ نہ دی جائے جہاں تک سوال کا تعلق ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر تو دوران وضوء اعضاء کے دھلنے میں شک والا معاملہ زندگی میں پہلی دفعہ پیش آیا ہے پھر تو حکم شرعی یہ ہے کہ اس مشکوکہ عضوء کو دھولیا جائے اور اگر اکثر اس طرح کے وسوسے آتے ہوں تو پھر ان کی طرف بالکل توجہ نہ کی جائے اور اسی طرح اگر وضوء کرنے کے بعد کسی عضو کے دھلنے کے بارے میں وسوسہ ہو تو اس کی طرف بھی دھیان کرنے کی حاجت نہیں۔ فتاوی عالمگیری میں ہے "من شك في بعض وضوئه وهو اول ما شك غسل الموضع الذي شك فيه فان وقع ذلك كثيرا لم يلتفت اليه هذا اذا كان الشك في خلال الوضوء فان كان بعد الفراغ من الوضوء لم يلتفت الى ذلك "ترجمہ = جسے کسی عضوء کے دھونے میں شک واقع ہوا اور یہ زندگی کا پہلا واقعہ ہے تو اس جگہ کو دھولے اور اگر اکثر شک پڑا کرتا ہے تو اس کی طرف التفات نہ کرے اور یہ اس وقت ہے جب وضوء کے دوران شک واقع ہوا اگر وضوء سے فارغ ہونے کے بعد شک ہوا تو اس کی طرف خیال نہ کرے۔ (عالمگیری، جلد 1، کتاب الطہارۃ، صفحہ 13، دار الفکر، بیروت)

بہار شریعت میں ہے "اگر درمیان وضوء میں کسی عضوء کے دھونے میں شک واقع ہوا اور یہ زندگی کا پہلا واقعہ ہے تو اس کو دھولے اور اگر اکثر شک پڑا کرتا ہے تو اس کی طرف التفات نہ کرے یوہیں اگر بعد وضوء کے شک ہو تو اس کا کچھ خیال نہ کرے۔"

(بہار شریعت، حصہ 2، وضوء کا بیان، صفحہ 310، مکتبہ المدینہ کراچی)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

مولانا ابو بکر نیلمی

15 رمضان المبارک 1445 26 مارچ 2024ء

آن لائن
الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی

نماز میں رفع یدین کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ نماز میں رفع یدین کرنا سنت ہے یا نہیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

سوائے تکبیر تحریمہ کے نماز میں رفع یدین خلاف سنت و مکروہ ہے کیونکہ متعدد احادیث ہیں جو ترک رفع یدین پر دلالت کرتی ہیں۔ جیسا کہ سنن ابی داؤد میں حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں "قال لنا ابن مسعود الا اصلی بکم صلاۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فصلی ولم یرفع یدیہ الا مرۃ واحدۃ مع تکبیر الافتتاح" ترجمہ = حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ہم سے فرمایا کیا تمہیں وہ نماز نہ پڑھاؤں جو رسول اللہ کی نماز تھی پھر نماز پڑھی ہاتھ نہ اٹھائے مگر پہلی مرتبہ تکبیر تحریمہ کے ساتھ۔ (ابوداؤد، جلد 1، صفحہ 118، اسلامی کتب خانہ، لاہور)

سنن ابی داؤد میں حضرت براء ابن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں "ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا افتتح الصلوۃ رفع یدیہ الی قریب من اذنیہ ثم لایعود" ترجمہ = بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے تھے تو ہاتھوں کو کانوں تک اٹھاتے تھے اس کے علاوہ ہاتھوں کو نہیں اٹھاتے تھے۔
(ابوداؤد، جلد 1، صفحہ 118، اسامی کتب خانہ، لاہور)

مبسوط میں ہے "ان ھذہ التکبیرۃ یؤتی بھا فی حال الانتقال فلا یسن رفع الید عندہ کتکبیرۃ السجود" ترجمہ = اس تکبیر کو ایک رکن سے دوسرے رکن کی طرف منتقل ہونے کے وقت ادا کیا جاتا ہے تو اس وقت ہاتھ اٹھانا سنت نہیں جیسے سجود کی تکبیر کے وقت (ہاتھ اٹھانا سنت نہیں) (مبسوط، جلد 1، صفحہ 17، کوئٹہ)

حاشیہ طحطاوی میں ہے "والرفع عند الرکوع وبعدہ مکروہ" ترجمہ = رکوع کے وقت یا رکوع کے بعد رفع یدین مکروہ ہے۔
(حاشیہ طحطاوی، جلد 1، صفحہ 244، کوئٹہ)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
کتبہ
ابو بکر نیلمی
30 ربیع الثانی 1445 15 نومبر 2023ء

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ وعلیٰ اٰلک واصحابک یا حبیب اللہ

آن لائن
الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر دوران نماز امام سے غلطی ہو تو کیا ایک سے زائد لوگ لقمہ دے سکتے ہیں یا نہیں شرعی راہنمائی فرمائیں؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

امام سے اگر ایسی غلطی ہوئی جس سے نماز فاسد ہو رہی ہو ایسی صورت میں اس کی اصلاح کرانا ہر مقتدی پر فرض کفایہ ہے ایک کا بتانا ہر ایک کے ذمہ سے فرض کو ساقط کر دے گا یہ بھی اس وقت ہے جب امام لقمہ قبول کر لے ورنہ اوروں پر بھی بتانا فرض ہو گا لہذا ضرورۃ یکے بعد دیگرے ایک سے زائد لوگوں کا لقمہ دینا جائز ہے۔ فتاوی رضویہ میں ہے "بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ ایک کے بتائے سے امام کا اپنی غلط یاد پر اعتماد نہیں جاتا اور وہ اس کی تصحیح کو نہیں مانتا اور اس کا محتاج ہوتا ہے کہ متعدد شہادتیں اس کی غلطی پر گزریں تو یہاں فرض ہو گا کہ دوسرا بھی بتائے اور اب بھی امام رجوع نہ کرے تو تیسرا بھی تائید کرے یہاں تک کہ امام صحیح کی طرف واپس آئے۔"

(فتاوی رضویہ، جلد 7، صفحہ 280، رضا فاؤنڈیشن۔ لاہور)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــہ

مولانا ابو بکر نیلمی

17 رمضان المبارک 1445 28 مارچ 2024ء

الصلوۃ والسلام علیك یا رسول الله

AL RAZA QURAN- -FIQH ACADEMY

قرآن و فقہ کی تعلیم کا مرکز

آن لائن
الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی

چلتی ٹرین میں نماز

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ چلتی ہوئی ٹرین میں نماز کا کیا حکم ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق و الصواب

چلتی ہوئی ٹرین میں فرض واجب اور سنت فجر ادا نہیں ہوسکتے کیونکہ ان نمازوں کی صحت کے لئے استقرار شرط ہے جبکہ چلتی ہوئی ٹرین میں استقرار مفقود ہے لیکن اگر ریل نہ رکے اور وقت نکل رہا ہو تو جیسے ممکن ہو پڑھ لے بعد میں اعادہ کرلے جبکہ سنت فجر کے علاوہ دیگر سنن مؤکدہ و غیر مؤکدہ اور نفل نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔ فتاوی رضویہ میں ہے "فرض اور واجب جیسے وتر و نذر اور ملحق بہ یعنی سنت فجر چلتی ریل میں نہیں ہوسکتے اگر ریل نہ ٹھہرے اور وقت نکلتا دیکھے پڑھ لے پھر بعد استقرار اعادہ کرے تحقیق یہ ہے کہ استقرار بالکلیہ ولو بالوسائط زمین یا تابع زمین پر کہ زمین سے متصل باتصال قرار ہو ان نمازوں میں شرط صحت ہے مگر بہ تعذر لیکن اگر ریل روک لی جائے تو زمین ہی پر ٹھہرے گی اور مثل تحت ہو جائے گی انگریزوں کے کھانے وغیرہ کے لئے روکی جاتی ہے اور نماز کے لئے نہیں تو منع من جہۃ العباد ہوا ایسے منع کی حالت میں حکم وہی ہے کہ نماز پڑھ لے بعد زوال مانع اعادہ کرے۔" (فتاوی رضویہ، جلد 6، صفحہ 136،)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

کتبہ

ابو بکر نیلمی

15 ربیع الثانی 1445ھ 31 اکتوبر 2023ء

Al Raza Quran-o-Fiqh Academy
Al Raza Quran-o-Fiqh Academy
www.arqfacademy.com
Fiqhi Masail Group فقہی مسائل گروپ
Phone No:+923471992267

صاحب ترتیب کون

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید نے نماز فرض ہونے کے ایک سال تک نماز نہیں پڑھی تھی بعد میں اس نے ساری قضاء نمازیں پڑھ لیں کیا دوبارہ صاحب ترتیب ہو جائے گا کتنی نمازیں قضاء ہونے سے ترتیب ساقط ہو جاتی ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق و الصواب

چھ نمازیں قضاء ہونے کے سبب ترتیب ساقط ہو جاتی ہے ان میں سے اگر بعض پڑھ لیں کہ چھ سے کم رہ گئیں تو وہ ترتیب عود نہ کرے گی البتہ اگر سب قضائیں پڑھ لیں تو اب پھر صاحب ترتیب ہو گیا لہٰذا زید نے جب ایک سال کی ساری قضاء نمازیں پڑھ لیں تو وہ اب دوبارہ سے صاحب ترتیب ہو جائے گا۔ ردالمختار میں ہے "لا يلزم الترتيب بين الفائتة والوقتية ولا بين الفوائت اذا كانت الفوائت ستا" ترجمہ = ترتیب ضروری نہیں فوت شدہ اور وقتی نماز میں اور نہ ہی فوت شدہ نمازوں میں جب فوت شدہ نمازوں کی تعداد چھ ہو۔ (ردالمختار، جلد 2، صفحہ 637،)

مزید فرماتے ہیں "كما اذا ترك رجل صلاة شهر مثلا ثم قضاها الا صلاة ثم صلى الوقتيه ذاكرا لها فانها صحيحة وقيد بقضاء البعض لانه لوقضى الكل عاد الترتيب عند الكل" ترجمہ = مثلا ایک بندے نے ایک مہینے تک نماز نہیں پڑھی پھر اس نے پورے مہینے کی نمازیں قضاء پڑھیں سوائے ایک نماز کے اب اس ایک نماز کے یاد ہوتے ہوئے اس نے وقتی نماز پڑھی تو وقتی نماز درست ہو جائے گی بعض کی قضاء کی قید اس لئے لگائی کہ اگر کل کی قضاء پڑھ لی تو سب کے نزدیک ترتیب لوٹ آئے گی۔ (ردالمختار، جلد 2، صفحہ 640،)

بہار شریعت میں ہے "چھ نمازیں جس کی قضاء ہو گئیں کہ چھٹی کا وقت ختم ہو گیا اس پر ترتیب فرض نہیں جب چھ نمازیں قضاء ہونے کے سبب ترتیب ساقط ہو گی تو ان میں سے اگر بعض پڑھ لیں کہ چھ سے کم رہ گئیں تو وہ ترتیب عود نہ کرے گی ان میں سے اگر دو باقی ہوں تو باوجود یاد کے وقتی نماز ہو جائے گی البتہ اگر سب قضائیں پڑھ لیں تو اب پھر صاحب ترتیب ہو گیا اب اگر کوئی نماز قضاء ہو گی تو بشرائط سابق اسے پڑھ کر وقتی پڑھے ورنہ نہ ہو گی۔" (بہار شریعت، جلد 1، صفحہ 705،)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبــــــــــــہ

ابو بکر نیلمی

27 ربیع الثانی 1445 12 نومبر 2023ء

AL RAZA QURAN- -FIQH ACADEMY

قرآن و فقہ کی تعلیم کا مرکز

الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی آن لائن

گرجا گھر میں داخل ہونا

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ گرجا گھر میں داخل ہونے کا کیا حکم ہے نیز اس میں نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے ؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

گرجا گھر میں داخل ہونا اور اس میں نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے کیونکہ یہ شیاطین کا ٹھکانا ہے اور ہر ایسی جگہ جو شیاطین کا ٹھکانا ہو اس میں نماز مکروہ تحریمی ہوتی ہے بحر الرائق میں ہے " یکرہ للمسلم الدخول فی البیعة والکنیسة وانما یکرہ من حیث انہ مجمع الشیاطین لا من حیث انہ لیس لہ حق الدخول والظاهر انها تحریمیة لانها المرادة عند اطلاقها " ترجمہ = مسلمان کے لئے یہودیوں اور عیسائیوں کے عبادت خانوں میں داخل ہونا مکروہ ہے اور یہ مکروہ ہونا اس حیثیت سے ہے کہ یہ جگہیں شیاطین کے جمع ہونے کی ہیں نہ کہ اس حیثیت سے کہ اس کے لئے دخول کا حق نہیں ظاہر یہ ہے کہ یہ دخول کا حکم تحریمی ہے اس لئے کہ مطلق مکروہ سے مراد تحریمی ہوتا ہے۔

(بحر الرائق ج 7، ص 364)

بہار شریعت میں ہے " کفار کے عبادت خانوں میں نماز پڑھنا مکروہ ہے کہ وہ شیاطین کی جگہ ہیں اور ظاہر کراہت تحریم بلکہ ان میں جانا بھی ممنوع ہے۔

(بہار شریعت، مکروہات کا بیان، جلد 1، ص 630)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو بکر نیلمی

17 ربیع الاول 1445ء 4 اکتوبر 2023ھ

مرحوم کی نماز روزوں کا فدیہ

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ مرحوم کی نماز روزوں کا جو فدیہ دیا جاتا ہے وہ اس کی بیوی اولاد اور والدین کے علاوہ رشتہ داروں کو دے سکتے ہیں یا نہیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

مرحوم کی نماز روزوں کا فدیہ سادات کرام اور مرحوم کے اصول یعنی (والدین دادا دادی نانا نانی وغیرہ) فروع یعنی (بیٹے بیٹیاں پوتے پوتیاں نواسے نواسیاں وغیرہ) اور بیوی کے علاوہ فقیر و محتاج رشتہ داروں کو دے سکتے ہیں کیونکہ اس کا حکم صدقات واجبہ کی طرح ہے اور صدقات واجبہ اصول و فروع و بیوی کے علاوہ باقی رشتہ داروں کو دے سکتے ہیں لہذا فدیہ بھی باقی رشتہ داروں کو دے سکتے ہیں۔ فتاوی رضویہ میں ہے ”مصرف اس کا مثل مصرف صدقہ فطر و کفارہ یمین و سائر کفارات و صدقات واجبہ ہے بلکہ کسی ہاشمی مثلاً شیخ علوی یا عباسی کو بھی نہیں دے سکتے غنی یا غنی مرد کے نابالغ فقیر بچے کو بھی نہیں دے سکتے کافر کو نہیں دے سکتے جو صاحب فدیہ کی اولاد میں ہو جیسے بیٹا بیٹی پوتا پوتی نواسا نواسی یا صاحب فدیہ جس کی اولاد میں ہو جیسے ماں باپ دادا دادی نانا نانی انھیں نہیں دے سکتے اور اقربا مثلاً بہن بھائی چچا، ماموں، خالہ، پھوپھی بھتیجا، بھتیجی، بھانجا، بھانجی ان کو دے سکتے ہیں جب کہ اور موانع نہ ہوں یوں ہی نوکروں کو جب کہ اجرت میں محسوب نہ کریں۔“ (فتاوی رضویہ، جلد10، صفحہ 528، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

مزید فرماتے ہیں ”فقیر محتاج مسلمان کہ نہ ہاشمی ہوں نہ اس کی اولاد نہ یہ ان کی اولاد۔“

(فتاوی رضویہ، جلد 10، 548، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

کتبــــــــــہ

ابو بکر نیلمی

4جمادی الاولی1445 20نومبر2023ء

الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ
وعلی آلک واصحابک یا حبیب اللہ

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن

امام اور صف اول میں فاصلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ امام اور صف اول میں کتنا فاصلہ ہونا چاہیئے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

امام اور صف اول کے درمیان اتنا فاصلہ ضروری ہے کہ جس سے امام کے برابر پیچھے کھڑے مقتدی کا سجدہ آسانی کے ساتھ ادا ہو سکے بلا ضرورت اس سے کم فاصلہ چھوڑنا منع ہے۔ فتاوی رضویہ میں ہے "امام صف سے اتنا آگے کھڑا ہو کہ جو مقتدی اس کے پیچھے ہے اس کا سجدہ بطور مسنون بآسانی ہو جائے بلا ضرورت اس سے کم فاصلہ رکھنا جس کے سبب مقتدیوں کو سجدہ میں تنگی ہو منع ہے یوں ہی فاصلہ کثیر عبث چھوڑنا خلاف سنت مکروہ ہے۔" (فتاوی رضویہ، جلد6، صفحہ 547، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

فتاوی بحر العلوم میں اسی طرح کے ایک سوال کے جواب میں ہے "بقدر کفایت وحاجت کہ مقتدی بخوبی سجدہ کر لیں۔" (فتاوی بحر العلوم، جلد 1، صفحہ 451، شبیر برادرز، لاہور)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

مولانا ابو بکر نیلمی

4 جمادی الاخری 1445ھ 18 دسمبر 2023ء

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ ﷺ وعلی آلک واصحابک یا حبیب اللہ

الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی آن لائن

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اقامت میں کلمہ شہادت کی ادائیگی کے وقت کچھ لوگ شہادت کی انگلی سے اشارہ کرتے ہیں اس کا شرعی حکم کیا ہے ؟۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

کلمہ شہادت میں لفظ لا پر شہادت والی انگلی اٹھانا مستحسن و بہتر ہے کیونکہ اس میں توحید کو بیان کرنے کا اشارہ ہے۔ حدیث پاک میں ہے "عن نافع قال کان عبد اللہ ابن عمرا ذا جلس فی الصلاۃ وضع یدیہ علی رکبتیہ وأشار بأصبعه وأتبعها بصره ثم قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لھی أشد علی الشیطان من الحدید یعنی السبابہ" ترجمہ = حضرت نافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما جب نماز میں بیٹھتے تو اپنے ہاتھ اپنے گھٹنوں پر رکھتے اور اپنی انگلی سے اشارہ کرتے اور اشارہ کرتے وقت اپنی نگاہ اس انگلی پر رکھتے پھر فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ انگلی شیطان پر لوہے سے زیادہ گراں ہے۔

(مسند امام احمد بن حنبل، جلد 10، صفحہ 204، مؤسسۃ الرسالہ، بیروت)

فتاوی امجدیہ میں ہے "ثناء میں انگشت شہادت اٹھانا بہتر ہے کہ یہ اشارہ بیان توحید ہے حدیث میں ہے کہ ایک صاحب دو انگلیوں سے اشارہ کرتے تھے ان سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا احد احد ایک سے اشارہ کرو ایک سے اشارہ کرو اور مقصود یہ ہے کہ زبان سے اللہ عزوجل کی توحید بیان کی دل میں اس کا اعتقاد ہے جوارح سے بھی اشارہ ہو کہ جنان ولسان وارکان سب موافق ہیں۔"

(فتاوی امجدیہ، جلد 1، صفحہ 73، مکتبہ رضویہ، کراچی)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

مولانا ابو بکر نیلمی

19 جمادی الاولی 1445ھ 4 دسمبر 2023ء

الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰه

AL RAZA QURAN- -FIQH ACADEMY

قرآن و فقہ کی تعلیم کا مرکز

الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی آن لائن

صرف پاجامہ پہن کر نماز

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کسی مرد کا بغیر قمیص کے فقط شلوار پہن کر نماز پڑھنا کیسا؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

کسی مرد کا قمیص کی موجودگی میں فقط شلوار میں نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے ہاں اگر دوسرا کپڑا موجود نہیں ہے تو پھر کوئی حرج نہیں ہے۔ حدیث شریف میں ہے "عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لایصلین احدکم فی الثوب الواحد لیس علی عتقیہ منہ شیٔ" ترجمہ = حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر گز کوئی ایک کپڑے میں نماز نہ پڑھے کہ اس کے دونوں شانے کھلے ہوں۔

(صحیح بخاری، کتاب الصلوۃ، جلد 1، صفحہ 52، قدیمی کتب خانہ)

فتاوی عالمگیری میں ہے "لوصلی مع السراویل والقمیص عندہ یکرہ" ترجمہ = اگر کرتا ہوتے ہوئے صرف پاجامے میں نماز پڑھی تو مکروہ ہے۔ (فتاوی عالمگیری، کتاب الصلوۃ، جلد 1، صفحہ 106، پشاور)

فتاوی رضویہ میں ہے "خالی پاجامہ سے نماز مکروہ تحریمی ہے۔ (فتاوی رضویہ، جلد 1، صفحہ 845،)

بہار شریعت میں ہے "صرف پاجامہ یا تہبند پہن کر نماز پڑھی اور کرتا یا چادر موجود ہے تو نماز مکروہ تحریمی ہے اور جو دوسرا کپڑا نہیں ہے تو معافی ہے۔" (بہار شریعت، مکروہات کا بیان، جلد 1، صفحہ 631،)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو بکر نیلمی

16 ربیع الثانی 1445 31 اکتوبر 2023ء

تنگ پینٹ شرٹ میں نماز

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ تنگ پینٹ شرٹ پہن کر نماز پڑھنا کہ جسم کی ہیئت نظر آئے شرعاً کیسا ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

تنگ پینٹ شرٹ پہن کر نماز پڑھنا کہ جسم کی ہیئت نظر آئے نماز تو ہو جائے گی شرط یہ ہے کہ پینٹ شرٹ موٹے کپڑے کی ہوں البتہ ایسے اعضاء کی طرف دیکھنا جائز نہیں ہے اور ایسی پینٹ لوگوں کے سامنے پہننا بھی منع ہے اور اگر باریک کپڑے کی ہیں جس سے جسم نظر آرہا ہے تو اس سے نماز پڑھنا ہی جائز نہیں ہے۔ منیہ اور اس کی شرح غنیہ میں ہے "اذا کان الثوب رقیقا بحیث یصف ما تحتہ ای لون البشرۃ لا یحصل بہ الستر العورۃ اذلا ستر مع رؤیۃ لون البشرۃ اما لو کان غلیظاً لا یری منہ لون البشرۃ الا انہ التصق بالعضو وتشکل بشکلہ وصار شکل العضو مرئیاً فینبغی ان لا یمنع جواز الصلوۃ لحصول الستر" ترجمہ = جب کپڑا باریک ہو بایں صورت کہ جلد کی رنگت کو واضح کرے اس سے ستر عورت حاصل نہیں ہوگا اس لئے کہ جلد کی رنگت کے نظر آنے کے ساتھ پردہ نہیں ہوتا بہر حال اگر کپڑا موٹا ہو کہ جس سے جلد کا رنگ دکھائی نہ دیتا ہو مگر کپڑا جلد کے ساتھ اس طرح چپکا ہو کہ عضو کی صورت اختیار کر جائے پس عضو کی صورت نظر آنا شروع ہو جائے مناسب ہے کہ نماز کا جواز ممتنع نہ ہو پردہ کے حصول کی وجہ سے۔ (غنیہ شرح منیہ، جلد1، صفحہ188، کوئیٹہ)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو بکر نیلمی

8ربیع الثانی 1445ھ 24اکتوبر2023ء

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن

تکبیر اولی ملنے کی حد

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ تکبیر اولیٰ کی فضیلت کب تک حاصل ہو سکتی ہے ؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

بہتر تو یہی ہے کہ اذان ہوتے ہی بندہ تمام کام کاج موقوف کر کے مسجد میں حاضر ہو جائے تاکہ جس وقت امام نماز شروع کرے تو مقتدی بھی اس کے ساتھ شروع کرنے میں کامیاب ہو جائے البتہ اگر کسی وجہ سے تاخیر ہو جائے تو صحیح قول کے مطابق اگر پہلی رکعت کا رکوع مل گیا تو تکبیر اولی کی فضیلت حاصل ہو جائے گی۔ فتاوی عالمگیری میں ہے "أما فضیلة تکبیرة الافتتاح فکلموافی وقت ادراکھا والصحیح أن من أدرك الرکعة الاولی فقد أدرك فضیلة تکبیرة الافتتاح" ترجمہ = بہر حال تکبیر اولیٰ پس علماء نے اس کے پانے کے وقت کے بارے میں کلام فرمایا ہے اور صحیح قول یہ ہے کہ جس کو پہلی رکعت مل گئی اس نے تکبیر اولی کی فضیلت پالی۔

(فتاوی عالمگیری، جلد 1، کتاب الصلوۃ، الباب الرابع، صفحہ 69، اسلامی کتب خانہ، لاہور)

بہار شریعت میں ہے "پہلی رکعت کا رکوع مل گیا تو تکبیر اولی کی فضیلت پا گیا۔"

(بہار شریعت، جلد 1، حصہ 3، نماز پڑھنے کا طریقہ، صفحہ 509، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــہ

مولانا ابو بکر نیلی

26 رجب المرجب 1445ھ 7 فروری 2024ء

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ وعلیٰ آلک واصحابک یاحبیب اللہ

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ترک واجب کے سبب جماعت دوبارہ قائم کی گئی تو اس میں نیا آنے والا مقتدی شریک ہو سکتا ہے کہ نہیں ؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

مقتدی اقتداء سے ہے اقتداء کہتے ہیں مقتدی کی نماز کا امام کی نماز کے ساتھ ملنے کو اس طور پر کہ دونوں کی نماز ایک ہو یا امام کی نماز مقتدی کی نماز کو شامل ہو بایں صورت کہ نفل پڑھنے والے کا فرض پڑھنے والے کی اقتداء کرنا جبکہ صورت مسؤلہ میں اقتداء کا معنی ہی نہیں پایا جا رہا لہٰذا ترک واجب کے سبب دوبارہ قائم ہونے والی جماعت میں نیا مقتدی شامل نہیں ہو سکتا البتہ ترک فرض کے سبب دوہرائی جانے والی نماز میں شامل ہو سکتا ہے۔ فتاوی امجدیہ میں ہے "فلما اشتغل بالاعادۃ فھو لیس بمفترض لان الفرض سقط من ذمتہ بل ھو یتم ویکمل الفرض ومن لم یصل الفرض یؤدی فرضہ فلو اقتدی بہ یلزم التغایر بین صلا تھما ولم یجد معنی الاقتدی ای الربط وایضاً یلزم بناء الاقوی علی الاضعف وھولایجوز" ترجمہ= جب امام اعادے میں مشغول ہوا پس وہ مفترض نہیں اس لئے کہ فرض اس کے ذمہ سے ساقط ہو گیا ہے بلکہ وہ فرض کو تمام و مکمل کر رہا ہے اور جس نے فرض نہیں پڑھے وہ فرض اداء کر رہا ہے اگر اس نے امام کی اقتداء کی تو دونوں کی نمازوں میں تغایر لازم آئے گا اقتداء یعنی ربط کا معنی نہیں پایا جائے گا اور یہ بھی کہ اقوی کی اضعف پر بناء کرنا لازم آئے گی جو کہ جائز نہیں۔ (فتاوی امجدیہ، جلد 1، باب الجماعت، صفحہ 170، مکتبہ رضویہ، کراچی)

فتاوی رضویہ میں ہے "نماز اگر ترک فرض کے سبب دہرائی جائے نیا شخص شریک ہو سکتا ہے ورنہ نہیں۔"

(فتاوی رضویہ، جلد 7، صفحہ 52، رضاء فاؤنڈیشن، لاہور)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبــــــــہ

مولانا ابو بکر نیلمی

28 رجب المرجب 1445 9 فروری 2024ء

فجر کی سنتوں کے متعلق

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ جس شخص کی فجر کی نماز قضاء ہو گئی ہو صرف فرض پڑھے گا یا سنتیں بھی پڑھنی ہوں گی؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

فجر کی نماز قضاء ہو جانے کی صورت میں اسی دن زوال سے پہلے پڑھنی ہو تو سنتوں کی قضاء کر لے اور زوال کے بعد پڑھنے کی صورت میں سنتوں کی قضاء نہیں ہے فتاوی عالمگیری میں ہے "والسنن اذا فاتت عن وقتھا لم یقضہا الا رکعتی الفجر اذا فاتتا مع الفرض یقضیا بعد طلوع الشمس الی وقت الزوال ثم یسقط "ترجمہ = سنتیں اگر اپنے وقت سے قضاء ہو جائیں تو ان کی قضاء نہیں البتہ اگر فجر کی سنتیں فرائض کے ساتھ رہ جائیں تو طلوع شمس کے بعد زوال سے پہلے قضاء کی جائیں اس کے بعد ساقط ہو جائیں گی (فتاوی عالمگیری، جلد 1 ص 112)

بہار شریعت میں ہے "فجر کی نماز قضاء ہو گئی اور زوال سے پہلے پڑھ لی تو سنتیں بھی پڑھے ورنہ نہیں (بہار شریعت، جلد 1، ص664)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو بکر نیلمی

3 صفر 1445ء 21 اگست 2023ھ

الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن

طلوع فجر کے بعد تحیۃ المسجد کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کوئی شخص فجر کی سنتیں گھر پڑھ کر مسجد میں آئے جماعت میں ابھی وقت ہو تو کیا تحیۃ المسجد پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

اگرچہ تحیۃ المسجد کے نوافل کی بہت فضیلت ہے لیکن یہ فضیلت اسی وقت حاصل ہوگئی جب مکروہ وقت میں ادا نہ کئے جائیں جبکہ فجر کا وقت داخل ہونے کے بعد نفل نماز مکروہ ہے لہذا مذکورہ وقت میں تحیۃ المسجد کے نوافل نہ پڑھے بلکہ دیگر ذکر اذکار درود شریف وغیرہ میں مشغول ہو جانے سے بھی مسجد کا حق اداء ہو جائے گا۔ ردالمختار میں ہے "فی القھستانی ورکعتان أو أربع وھی افضل لتحیۃ المسجد الا اذا دخل فیہ بعد الفجر أو العصر فانہ یسبح ویھلل ویصلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فانہ حینئذ یؤدی حق المسجد" ترجمہ = قھستانی میں ہے دو رکعتیں یا چار رکعتیں اور یہی تحیۃ المسجد کے لئے افضل ہیں مگر جب بندہ فجر یا عصر کا وقت داخل ہونے کے بعد مسجد میں داخل ہوا اس صورت میں وہ سبحان اللہ پڑھے اور لا الہ الا اللہ پڑھے اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھے تو اس صورت میں بھی مسجد کا حق اداء ہو جائے گا۔ (ردالمختار، کتاب الصلوۃ، باب الوتر والنوافل، جلد2، صفحہ 18، دار الفکر، بیروت)

بہار شریعت میں ہے "ایسے وقت مسجد میں آیا جس میں نفل نماز مکروہ ہے مثلا بعد طلوع فجر یا بعد نماز عصر وہ تحیۃ المسجد نہ پڑھے بلکہ تسبیح و تحلیل و درود شریف میں مشغول ہو حق مسجد اداء ہو جائے گا۔"

(بہار شریعت، حصہ 4، نوافل کا بیان، صفحہ 674، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

مولانا ابو بکر نیلمی

27 جمادی الاخریٰ 1445ھ / 10 جنوری 2024ء

الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ — وعلی آلک واصحابک یا حبیب اللہ

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا جمعہ کا عربی خطبہ سندھی زبان یا پنجابی زبان میں پڑھ سکتے ہیں شرعی حکم کیا ہے ؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

حضور علیہ الصلوۃ والسلام خلفائے راشدین صحابہ کرام تابعین تبع تابعین رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین ہر دور کے مسلمانوں میں خطبہ عربی زبان میں ہی رائج رہا ہے اور یہ ہی سنت متوارثہ ہے اس کا ترک خلاف سنت و مکروہ ہے لہذا خطبہ کا عربی زبان میں ہونا ضروری ہے ۔ فتاوی فیض الرسول میں ہے "خطبہ صرف اردو میں یا عربی اردو ترجمہ کے ساتھ پڑھنا سنت متوارثہ کے خلاف ہے اور مکروہ ہے اس لئے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہری زمانہ مبارکہ سے صحابہ کرام تابعین عظام اور آئمہ اعلام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے زمانہ مبارکہ تک اسلام بے شمار عجمی شہروں میں شائع ہوا مسجدیں بنیں اور منبر نصب ہوئے مگر کبھی عربی زبان کے علاوہ کسی دوسری زبان میں خطبہ فرمانا یا خطبہ میں دو زبانیں ملانا مروی نہ ہوا جس سے ظاہر ہوا کہ خطبہ میں دوسری زبان ملانا سنت متوارثہ کے مخالف اور مکروہ ہے۔" (فتاوی فیض الرسول، جلد 1، صفحہ 409، شبیر برادرز، لاہور)

فتاوی نوریہ میں نور اللہ نعیمی رحمۃ اللہ علیہ ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں" اور پھر خطبہ میں پنجابی یا اردو کا استعمال کرنا بھی سنت متوارثہ کے خلاف اور برا ہے ۔ "(فتاوی نوریہ، جلد 1، صفحہ 595 حنفیہ فریدیہ)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

مولانا ابو بکر نیلمی

29 جمادی الاولی 1445ھ 14 دسمبر 2023ء

الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن

دوران خطبہ ہاتھ میں عصا لینے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ جمعہ والے دن خطیب کا عربی خطبہ کے وقت ہاتھ میں عصا پکڑنا کیا یہ سنت ہے شرعی حکم بیان فرمائیں؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق و الصواب

خطبہ کے دوران عصا ہاتھ میں پکڑنا سنت نہیں ہے یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے البتہ مفتی بہ قول یہی ہے کہ عصا استعمال نہ کیا جائے اس لئے کہ کسی کام کے سنت اور مکروہ ہونے میں شک ہو اسکو چھوڑنا ہی بہتر ہے۔ فتاوی عالمگیری میں ہے "ویکرہ أن یخطب متکئا علی قوس اوعصا کذا فی الخلاصہ "ترجمہ = اور خطیب کے لئے کمان یا چھڑی پر سہارا لے کر خطبہ دینا مکروہ ہے۔ (فتاوی عالمگیری، جلد 1، صفحہ 148، باب فی الجمعہ، اسلامی کتب خانہ، کراچی)

فتاوی رضویہ میں ہے "خطبہ میں عصا ہاتھ میں لینا بعض علماء نے سنت لکھا ہے اور بعض نے مکروہ اور ظاہر ہے کہ اگر سنت بھی ہو تو کوئی سنت مؤکدہ نہیں تو بنظر اختلاف اس سے بچنا ہی بہتر ہے مگر جب کوئی عذر ہو وہ اس لئے کہ جب فعل کے سنت اور مکروہ ہونے میں شک ہو تو اس کا ترک بہتر ہوتا ہے۔" (رضویہ، جلد 8، صفحہ 303، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

فتاوی فقیہ ملت میں ہے "عصا لے کر خطبہ پڑھنے کے بارے میں علمائے کرام کا اختلاف ہے اور اختلاف علماء سے بچنا ہی اولی ہے۔" (فتاوی فقیہ ملت، جلد 1، صفحہ 247، شبیر برادرز لاہور)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــہ

مولانا ابو بکر نیلمی

25 شوال 1445ھ 6 مئی 2024ء

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ ﷺ وعلیٰ آلک واصحابک یا حبیب اللہ

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کوئی شخص بیماری کی وجہ سے روزے نہ رکھ سکے تو کیا وہ بھی صدقہ فطر ادا کرے گا؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

صدقہ فطر واجب ہونے کے لئے روزے رکھنا شرط نہیں ہے اگر کوئی شخص عذر مثلاً بیماری کی وجہ سے روزے نہ رکھے یا معاذ اللہ بلا عذر جان بوجھ کر نہ رکھے بہر صورت صدقہ فطر ادا کرنا واجب ہے۔ بدائع الصنائع میں ہے" وكذلك وجود الصوم في شهر رمضان ليس بشرط لوجوب الفطرة حتى أن من أفطر لكبر أو مرض أو سفر يلزمه صدقة الفطر لأن الأمر بأدائها مطلق عن هذا الشرط "ترجمہ = اور اسی طرح رمضان کے مہینے میں روزے رکھنا صدقہ فطر کے واجب ہونے کے لئے شرط نہیں ہے یہاں تک کہ اگر کسی نے بڑھاپے یا مرض یا سفر کی وجہ سے روزہ نہ رکھا تو اس پر بھی صدقہ فطر واجب ہے اس لئے کے صدقہ فطر کی ادائیگی کا حکم اس شرط کے ساتھ مقید نہیں ہے۔

(بدائع الصنائع، جلد2 صفحہ 70، کتاب الزکاۃ، فصل من تجب علیہ صدقۃ الفطر، دار الکتب العلمیہ)

بہار شریعت میں ہے"صدقہ فطر واجب ہونے کے لئے روزہ رکھنا شرط نہیں اگر کسی عذر سفر مرض بڑھاپے کی وجہ سے یا معاذ اللہ بلا عذر روزہ نہ رکھا جب بھی واجب ہے۔"

(بہار شریعت، حصہ 5، صفحہ 936، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــہ

مولانا ابو بکر نیلمی

11 رمضان المبارک 1445ھ 22 مارچ 2024ء

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن

روزے میں تیل سرمہ کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ روزے کی حالت میں سرمہ اور تیل لگانے کا کیا حکم ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

روزے کی حالت میں آنکھ میں سرمہ ڈالنے سے اسی طرح جسم پر تیل لگانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ سنن ابی داؤد میں ہے "عن انس ابن مالك انه كان يكتحل وهو صائم "ترجمہ = حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ روزہ کی حالت میں سرمہ لگایا کرتے تھے۔

(سنن ابی داؤد، جلد2، صفحہ 283، المطبعۃ الانصاریہ دھلی الھند)

درمختار میں ہے "ادهن او اكتحل او احتجم وان وجد طعمه في حلقه لم يفطر "ترجمہ = تیل یا سرمہ لگایا یا پچھنے لگوائے اگرچہ اس کا ذائقہ حلق میں محسوس ہو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

(درمختار مع ردالمختار، جلد3، صفحہ 421، کوئٹہ)

بہار شریعت میں ہے " بھری سنگی لگوائی یا تیل یا سرمہ لگایا تو روزہ نہ گیا اگرچہ تیل یا سرمہ کا مزہ حلق میں محسوس ہوتا ہو۔" (بہار شریعت، جلد1، حصہ 5، صفحہ 982، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

مولانا ابو بکر نیلمی

9 رمضان المبارک 1445ھ 20 مارچ 2024ء

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ وعلیٰ آلک واصحابک یا حبیب اللہ

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن

روزے کی حالت میں تھوک نگلنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا منہ میں تھوک جمع کر کے نگلنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

روزے کی حالت میں منہ میں تھوک جمع کر کے نگل جانا مکروہ عمل ہے اس سے بچنا چاہیے البتہ روزہ نہیں ٹوٹے گا بغیر روزہ کے بھی ایسا کرنا ناپسندیدہ کام ہے۔ فتاوی عالمگیری میں ہے "ویکرہ للصائم أن یجمع ریقه فی فمه ثم یبتلعه کذا فی الظهيرية" ترجمہ = روزے دار کے لئے مکروہ ہے کہ وہ منہ میں اپنا تھوک جمع کرے اور پھر اس کو نگل جائے۔
(فتاوی عالگیری، جلد 1، صفحہ 199، کتاب الصوم، الباب الثالث، دار الفکر، بیروت)

بہار شریعت میں ہے "منہ میں تھوک اکٹھا کر کے نگل جانا بغیر روزہ کے بھی ناپسند ہے اور روزہ میں مکروہ۔"
(بہار شریعت، جلد 1، حصہ 5، صفحہ 998، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبــــــــہ
مولانا ابو بکر نیلمی
11 رمضان المبارک 1445ھ 22 مارچ 2024ء

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن

نابالغ کے اعتکاف کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ نابالغ کے اعتکاف بیٹھنے کے حوالے سے شرعی حکم کیا ہے راہنمائی فرمائیں؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

اعتکاف نام ہے مسجد میں اللہ کی رضا کے لئے اعتکاف کی نیت کے ساتھ ٹھہرنے کا اس کے لئے مسلمان کا عاقل اور جنابت اور حیض و نفاس سے پاک ہونا شرط ہے اس کے لئے بلوغ شرط نہیں ہے لہذا نابالغ جو تمیز رکھتا ہو اس کا اعتکاف بیٹھنا درست ہے ۔ فتاوی عالمگیری میں ہے "وأما البلوغ فلیس بشرط لصحۃ الاعتکاف فیصح من الصبی العاقل" ترجمہ = اعتکاف کے صحیح ہونے کے لئے بالغ ہونا شرط نہیں پس ایسا بچہ جو تمیز رکھتا ہو اس کا اعتکاف درست ہے۔

(فتاوی عالمگیری، جلد 1، الباب السابع فی الاعتکاف، صفحہ 211، اسلامی کتب خانہ، لاہور)

بہار شریعت میں مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ نابالغ کے اعتکاف کے متعلق فرماتے ہیں "بلوغ شرط نہیں بلکہ نابالغ جو تمیز رکھتا ہے اگر بہ نیت اعتکاف مسجد میں ٹھہرے تو یہ اعتکاف صحیح ہے۔"

(بہار شریعت، حصہ 5، صفحہ 1020، اعتکاف کا بیان، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــہ

مولانا ابو بکر نیلمی

19 رمضان المبارک 1445 30 مارچ 2024ء

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ وعلیٰ آلک واصحابک یا حبیب اللہ

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن

عورت کا مسجد بیت کے علاوہ گھر میں اعتکاف

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر عورت نے گھر میں نماز کے لئے کوئی جگہ مقرر نہیں کی تو کیا اس صورت میں بھی عورت گھر میں اعتکاف کر سکتی ہے ؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

عورت کے لئے مستحب یہ ہے کہ وہ گھر میں نماز پڑھنے کے لئے کوئی جگہ مختص کر لے اور چاہیے کہ اس جگہ کو پاک صاف رکھے اگر عورت نے گھر میں کوئی جگہ نماز کے لئے مقرر نہیں کی ہوئی تو اس صورت میں عورت گھر میں اعتکاف نہیں کر سکتی کیونکہ عورت کے اعتکاف کے لئے مسجد بیت کا ہونا ضروری ہے ہاں البتہ اگر اعتکاف بیٹھتے وقت کسی جگہ کو نماز کے لئے خاص کر لیا اس طور پر کہ آئندہ اسی جگہ نماز پڑھا کروں گی تو ایسی صورت میں اس جگہ اعتکاف کر سکتی ہے کیونکہ اس جگہ کو اس نے مسجد بیت بنانے کا ارادہ کر لیا ہے۔ بحر الرائق شرح کنز الدقائق میں ہے "قوله (والمراة تعتكف في مسجد بيتها) يريد به الموضع المعد للصلوة لأنه أستر لها قيد به لأنها لو اعتكفت في غير موضع صلاتها من بيتها سواء كان لها موضع معد أولا لا يصح اعتكافها "ترجمہ = مصنف کا قول کہ عورت مسجد بیت میں اعتکاف کرے گی شارح فرماتے ہیں مسجد بیت سے مصنف کی مراد وہ جگہ ہے جس کو نماز کے لئے تیار کیا گیا ہو کیونکہ اس میں عورت کے لئے زیادہ پردہ ہے مصنف نے مسجد بیت کی قید اس لئے لگائی کہ اگر عورت نے اپنے گھر میں نماز کے لئے تیار جگہ کے علاوہ اعتکاف کیا برابر ہے کہ نماز کے لئے جگہ تیار تھی یا نہیں تو اس کا اعتکاف صحیح نہیں ہو گا۔

(بحر الرائق، جلد2، صفحہ 324، کتاب الصوم، باب الاعتکاف، دار الکتب الاسلامی)

بہار شریعت میں ہے "اگر عورت نے نماز کے لئے جگہ مقرر نہیں کر رکھی ہے تو گھر میں اعتکاف نہیں کر سکتی البتہ اگر اس وقت یعنی جب کہ اعتکاف کا ارادہ کیا کسی جگہ کو نماز کے لئے خاص کر لیا تو اس جگہ اعتکاف کر سکتی ہے۔" (بہار شریعت حصہ 5، صفحہ 1021،)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبــــــــــہ

مولانا ابو بکر نیلمی

14 رمضان المبارک 1445ھ 25 مارچ 2024ء

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ وعلیٰ الک واصحابک یا حبیب اللہ

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کوئی شخص نفلی اعتکاف بیٹھا ہو تو کیا کسی عزیز کے جنازے میں شریک ہو سکتا ہے یا نہیں اگر ہو سکتا ہے تو کیا بعد میں اس نفلی اعتکاف کی قضاء کرے گا یا نہیں؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

نفلی اعتکاف سے جنازے وغیرہ میں شرکت کے لئے اٹھنا جائز ہے اٹھتے ہی نفلی اعتکاف مکمل ہو جائے گا لہذا اس کی بعد میں قضاء بھی نہیں ہو گی۔ بحر الرائق میں ہے "اذا دخل المسجد بنیۃ الاعتکاف فھو معتکف ما أقام تارك له اذا خرج "ترجمہ = جب بندہ اعتکاف کی نیت سے مسجد میں داخل ہوا تو جب تک وہ مسجد میں رہے گا معتکف رہے گا جب نکلے گا تو اعتکاف کو ختم کرنے والا ہو گا۔

(بحر الرائق، جلد2، صفحہ 324، کتاب الصوم، اعتکاف المراۃ، دار الکتب الاسلامی)

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ بہار شریعت میں اعتکاف کی قضا کے بارے میں فرماتے ہیں " اعتکاف نفل اگر چھوڑ دے تو اس کی قضا نہیں کہ وہیں تک ختم ہو گیا۔"

(بہار شریعت، جلد1، صفحہ 1028، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

مولانا ابو بکر نیلمی

12 رمضان المبارک 1445ھ 23 مارچ 2024ء

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ ﷺ وعلیٰ آلک واصحابک یا حبیب اللہ

آن لائن الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی

حلق و تقصیر کا سقوط

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کسی شخص کے سر میں دانے ہوں کہ حلق نہ کروا سکتا ہو اور بال بھی اتنے چھوٹے ہوں کے تقصیر بھی نہ کروا سکے احرام کی پابندیوں سے باہر کیسے نکلے ؟۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

حج و عمرہ کے ارکان اداء کرنے کے بعد احرام سے باہر ہونے کے لئے حلق یعنی سر منڈوانا یا تقصیر یعنی سر کے چوتھائی حصے کے بال پورے کے مقدار اتارنا واجب ہے ورنہ احرام کی پابندیاں ختم نہیں ہوں گی پوچھی گی صورت میں عذر کی بنیاد پر حلق و تقصیر کے بغیر بھی شخص مذکور احرام کی پابندیوں سے نکل جائے گا البتہ بہتر یہی ہے کہ ایام نحر کے اختتام تک احرام کی پابندیوں کو لاگو کرے۔ فتاوی عالمگیری میں ہے " قال محمد رحمہ اللہ تعالی لو کان برأسہ قروح لا یستطیع معھا أن یمر الموسی علی رأسہ ولا یصل الی تقصیرہ فقد حل بمنزلۃ من حلق رأسہ لانہ عجز عن الحلق و التقصیر فسقط عنہ والاحسن لہ أن یؤخر الاحلال الی آخر الوقت من أیام النحر وان لم یؤخر لا شئ علیہ " ترجمہ = امام محمد علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں اگر بندے کے سر میں پھوڑے ہوں جن کی وجہ سے سر کو منڈا نہیں سکتا اور بال بھی اتنے بڑے نہیں کہ کتروائے تو یہ شخص سر منڈوانے والے کی طرح احرام کی پابندیوں سے نکل گیا اس لئے کہ یہ حلق و تقصیر سے عاجز ہے اس سے سر منڈوانا اور بال کتروانا ساقط ہو گیا لیکن اس کے لئے بہتر یہ ہے کہ احرام کی پابندیوں سے نکلنے کو ایام نحر کے آخر تک مؤخر کرے اگر مؤخر نہ بھی کیا پھر بھی حرج نہیں۔

(فتاوی عالمگیری، جلد 1، کتاب الحج، الباب الخامس، صفحہ 231، اسلامی کتب خانہ، لاہور)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــہ
مولانا ابو بکر نیلمی
29 جمادی الاخریٰ 1445ھ / 12 جنوری 2024ء

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ — وعلیٰ آلک واصحابک یا حبیب اللہ

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن

دعائے قنوت کی جگہ سورۃ اخلاص پڑھنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ وتر میں دعائے قنوت کی جگہ سورۃ اخلاص پڑھنا کیسا ؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

وتر میں مطلقا کسی بھی دعا کا پڑھنا واجب ہے اور دعائے قنوت کے نام سے جو مشہور دعا ہے اگر یاد نہ ہو تو کوشش کی جائے کہ اسی کو یاد کیا جائے کیونکہ اس کا پڑھنا سنت ہے البتہ اگر کسی نے سورہ اخلاص پڑھ لی تب بھی نماز ہو جائے گی کیونکہ سورہ اخلاص ثناء ہے اور ہر ثناء دعا ہے۔ رد المختار میں ہے "القنوت الواجب يحصل بأى دعاء كان قال فى النهر وأما خصوص اللهم انا نستعينك فسنة فقط حتى لو أتى بغيره جاز اجماعا "ترجمہ۔ قنوت نازلہ کسی بھی دعا سے حاصل ہو جائے گئ ایسے ہی نہر میں فرمایا ہے بر حال مشہور دعائے قنوت وہ صرف سنت ہے یہاں تک کہ اس کے علاوہ کوئی دعا پڑھی بالاجماع جائز ہے۔ (ردالمختار۔ جلد2، صفحہ 200، رشیدیہ)

الضیاء المعنوی میں ہے "ان كان لايحسن القنوت اى الدعاء فى الوتريقرأثلاث مرات قل هوالله أحد "ترجمہ۔ اگر کسی شخص کو وتر میں پڑھی جانے والی دعائے قنوت نہ آتی ہو تو تین مرتبہ سورہ اخلاص پڑھ لے۔ (الضیاء المعنوی، الجزء الثانی، صفحہ 374 بیروت)

فتاوی رضویہ میں اسی طرح کے ایک سوال کے جواب میں ہے "نماز صحیح ہو جانے میں تو کلام نہیں نہ یہ سجدہ سہو کا محل کہ سہوا کوئی واجب ترک نہ ہوا دعائے قنوت اگر یاد نہیں یاد کرنا چاہیئے کہ خاص اس کا پڑھنا سنت ہے اور جب تک یاد نہ ہو اللهم ربنا اتنافى الدنيا حسنة وفى الاخرة حسنة وقنا عذاب النار پڑھ لیا کرے یہ بھی یاد نہ ہو تو اللهم اغفرلى تین بار کہ لیا کرے یہ بھی نہ آتا ہو تو صرف یا رب تین بار کہ لے واجب ادا ہو جائے گا رہا یہ کہ قل ھو اللہ شریف پڑھنے سے یہ واجب ادا ہوا کہ نہیں اتنے دنوں کے وتر کا اعادہ لازم ہو ظاہر یہ ہے کہ وہ ادا ہو گیا کہ وہ ثناء ہے اور ہر ثناء دعا ہے۔" (فتاوی رضویہ، جلد 7، صفحہ 485، لاہور)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبــــــہ

مولانا ابو بکر نیلمی

21 جمادی الاخریٰ 1445ھ 4 جنوری 2024ء

وتر کے بعد تراویح

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کسی نے نماز وتر پڑھنے کے بعد نماز تراویح پڑھی تو شرعا ایسا کرنا کیسا؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

تراویح وتر سے پہلے اور بعد دونوں طرح پڑھ سکتے ہیں کیونکہ تراویح کا وقت عشاء کے فرض پڑھنے کے بعد سے لے کر فجر تک ہے۔ در مختار میں "ووقتھا بعد صلاۃ العشاء الی الفجر قبل الوتر وبعدہ فی الاصح" ترجمہ = اور تراویح کا وقت عشاء (کے فرض اداء) کرنے کے بعد سے فجر تک ہے وتر سے پہلے بھی پڑھی جاسکتی ہے اور بعد بھی صحیح قول کے مطابق۔
(در مختار، کتاب الصلوۃ، باب الوتر والنفل، صفحہ 94، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

بہار شریعت میں ہے "اس کا وقت فرض عشا کے بعد سے طلوع فجر تک ہے وتر سے پہلے بھی ہو سکتی ہے اور بعد بھی۔" (بہار شریعت، حصہ 4، تراویح کا بیان، صفحہ 689، مکتبۃ المدینہ کراچی)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبــــــہ

مولانا ابو بکر نیلمی

9 رمضان المبارک 1445ھ 20 مارچ 2024ء

الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن

چالیس بکریوں کی زکوۃ

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ بکریوں کی کتنی تعداد پر زکوۃ واجب ہوتی ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

ایسی بکریاں جو سال کا اکثر حصہ چر کر گزاریں ان کی زکوۃ اس وقت لازم ہوتی ہے جب ان کی تعداد چالیس یا اس سے زیادہ ہو لہذا اگر بکریاں چالیس سے کم ہیں تو زکوۃ واجب نہیں۔ فتاوی عالمگیری میں ہے "لیس فی أقل من أربعین من الغنم السائمۃ صدقۃ "ترجمہ = چالیس سے کم بکریوں میں زکوۃ واجب نہیں۔

(عالمگیری، کتاب الزکاۃ، الباب الثانی فی صدقۃ السوائم، جلد 1، صفحہ 178، دار الفکر، بیروت)

بہار شریعت میں ہے "چالیس سے کم بکریاں ہوں تو زکوۃ واجب نہیں۔"

(بہار شریعت، جلد 1، حصہ 5، صفحہ 897، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

مولانا ابو بکر نیلمی

9 رمضان المبارک 1445ھ 20 مارچ 2024ء

الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ وعلی آلک واصحابک یا حبیب اللہ

AL RAZA QURAN-O-FIQH ACADEMY

قرآن و فقہ کی تعلیم کا مرکز

الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی آن لائن

مال خبیث کی زکوۃ کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ مال خبیث پر قبضہ کرنے سے ملکیت حاصل ہو جاتی ہے کیا اس کی زکوۃ واجب ہو گئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

مال خبیث مثلا (سود رشوت وغیرہ) پر زکوۃ واجب نہیں ہے کیونکہ اس کا حکم یہ ہے کہ مالک کو واپس کیا جائے اگر وہ معلوم نہ ہوں تو وہ مال بغیر ثواب کی نیت کے فقیر شرعی کو صدقہ کر دیا جائے اور جو مال کلی طور پر صدقہ کرنا واجب ہو اس کا صرف چالیسواں حصہ دینا کفایت نہیں کرے گا۔ علامہ شامی قنیہ کے حوالے سے لکھتے ہیں " لو کان الخبیث نصابا لا یلزمہ الزکاۃ لان الکل واجب التصدق علیہ فلا یفید ایجاب التصدق ببعضہ۔ ترجمہ = اگر پورا نصاب ہی مال خبیث ہو تو زکوۃ واجب نہیں کیونکہ وہ تو سارے کا سارا صدقہ کرنا واجب ہے لہذا اس مال کا بعض حصہ صدقہ کرنا فائدہ نہیں دے گا۔ (ردالمختار جلد 3 صفحہ 259)

فتاوی رضویہ میں ہے "سود و رشوت اور اسی قسم کے حرام و خبیث مال پر زکوۃ نہیں کہ جن جن سے لیا ہے اگر وہ لوگ معلوم ہیں تو انہیں واپس دینا واجب ہے اگر معلوم نہ رہے تو کل کا تصدق کرنا واجب ہے چالیسواں حصہ دینے سے وہ مال کیا پاک ہو سکتا ہے جس کے باقی حصے بھی ناپاک ہیں۔ (فتاوی رضویہ، جلد 19 ص 656)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو بکر نیلمی

27صفر 1445 15ستمبر 2023ء

عشر کو مسجد و مدرسہ میں خرچ کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کوئی زمیندار عشریوں دے کہ میرا عشر مسجد و مدرسہ کی تعمیر پر خرچ کیا جائے کیا اس طرح عشر مسجد و مدرسہ کی تعمیر پر خرچ کیا جاسکتا ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

عشر وزکوۃ مسجد پر نہیں لگ سکتے مدرسہ میں لگ سکتے ہیں لیکن اس میں بھی کافی احتیاطیں ہیں مدرسہ کے ناظم کو یہ کہہ کر دیا جائے کہ یہ عشر ہے تاکہ وہ شرعی طریقہ سے اس کا استعمال کرے۔ تنویر الابصار ودر مختار میں ہے "**یشترط ان یکون المصرف تملیکاً لا یصرف الی بناء مسجد ولا الی کفن میت**" ترجمہ = زکوۃ وعشر کی ادائیگی میں یہ شرط ہے کہ خرچ بطور تملیک ہو لہذا مسجد بنانے اور کفن میت میں خرچ نہیں کرسکتے۔ (تنویر الابصار مع الدر المختار، جلد 3، صفحہ 341،)

در مختار میں ہے "**ان الحیلة ان یتصدق علی الفقیر ثم یامرہ بفعل ھذہ الاشیاء**" ترجمہ = زکوۃ وعشر کی رقم کو ان کاموں میں خرچ کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے فقیر پر تصدق کرے پھر اسے ان کاموں میں خرچ کرنے کا کہے۔ (در مختار جلد 3 صفحہ 343،)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو بکر نیلمی

24 ربیع الاول 1445ء 11 اکتوبر 2023ھ

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ　　وعلیٰ آلک واصحابک یا حبیب اللہ

الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی آن لائن

فوت ہونے والے کے عشر کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص پر عشر واجب ہوا لیکن ادائیگی سے پہلے فوت ہو گیا تو اب شرعی حکم کیا ہے آیا اس کی جانب سے عشر دیا جائے گا یا نہیں راہنمائی فرمائیں؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

یاد رہے کہ بندے کے فوت ہو جانے سے عشر ساقط نہیں ہو جاتا کیونکہ عشر بندے پر نہیں بلکہ زمین کی پیداوار پر ہوتا ہے اگر تو شخص مذکور کی زمین کی پیداوار موجود ہے تو ایسی صورت میں عشر واجب ہو گا ورنہ نہیں۔ فتاوی عالمگیری میں ہے "وکذا لو مات من علیہ العشر والطعام قائم یؤخذ منہ بخلاف الزکاۃ" ترجمہ = اور اسی طرح اگر وہ بندہ جس پر عشر واجب ہوا فوت ہو جائے اور حال یہ ہے کہ غلہ موجود ہو اس کا عشر وصول کیا جائے گا بر خلاف زکاۃ کے۔

(فتاوی عالمگیری، جلد 1، کتاب الزکاۃ، الباب السادس، صفحہ 185، اسلامی کتب خانہ، لاہور)

بہار شریعت میں ہے "جس پر عشر واجب ہوا اس کا انتقال ہو گیا اور پیداوار موجود ہے تو اس میں سے عشر لیا جائے گا۔"

(بہار شریعت، حصہ 5، زراعت اور پھلوں کی زکاۃ، صفحہ 917، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

اللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

مولانا ابوبکر نیلی

20 شوال 1445ھ 29 اپریل 2024ء

اصول وفروع کو نفلی صدقہ دینے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید اپنا نفلی صدقہ اپنے والدین یا اولاد یا بہن بھائی وغیرہ کو دے سکتا ہے ؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

زید اپنا نفلی صدقہ اپنے والدین اولاد اور بہن بھائیوں کو دے سکتا ہے بلکہ بہتر ہے کیونکہ اس میں دو اجر ہیں ایک صدقے کا دوسرا صلہ رحمی کا بلکہ بہن بھائیوں کو تو صدقات واجبہ بھی دے سکتا ہے ہاں والدین اور اولاد کو صدقات واجبہ نہیں دے سکتا۔ بدائع الصنائع میں ہے " وعلى هذا يخرج الدفع الى الوالدين وان علوا والمولودين وان سفلوا لان احدهما ينتفع بمال الآخر وأما صدقة التطوع فيجوز دفعها الى هؤلاء والدفع اليهم اولى لان فيه اجرين اجر الصدقة واجر الصلة "ترجمہ = اسی بناء پر نکل جائے گا زکوۃ کا دینا والدین کو اگرچہ اوپر تک ہوں اولاد کو دینا اگرچہ نیچے تک ہوں کیونکہ اس صورت میں ایک کا دوسرے کے مال سے نفع اٹھانا پایا جاتا ہے بہر حال صدقہ نفل پس جائز ہے اس کا دینا اپنے اصول وفروع کو بلکہ بہتر ہے اس لئے کہ اس میں دو اجر ہیں ایک صدقہ کا دوسرا صلہ رحمی کا۔ (بدائع الصنائع، جلد2، صفحہ 162، پشاور)

بہار شریعت میں ہے "اپنی اصل یعنی ماں باپ دادا دادی نانا نانی وغیرہم جن کی اولاد میں یہ ہے اور اپنی اولاد بیٹا بیٹی پوتا پوتی نواسا نواسی وغیرہم کو زکوۃ نہیں دے سکتا یوں ہی صدقہ فطر و نظر و کفارہ بھی انھیں نہیں دے سکتا رہا صدقہ نفل وہ دے سکتا ہے بلکہ بہتر ہے۔" (بہار شریعت، جلد1، صفحہ 927، مکتبۃ المدینہ)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو بکر نیلمی

18ربیع الثانی 1445ھ2نومبر2023ء

الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ ﷺ وعلی آلک واصحابک یا حبیب اللہ

الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی آن لائن

نماز جنازہ میں تین تکبیروں پر سلام کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک امام نے نماز جنازہ پڑھائی تین تکبیر کے بعد غلطی سے دائیں طرف سلام پھیرا پیچھے سے لقمہ ملا چوتھی تکبیر کہہ کر پھر بائیں طرف سلام پھیرا نماز جنازہ کا کیا حکم ہے ؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

بیان کی گئی صورت میں چونکہ یہ قصداً تین تکبیروں کے بعد سلام نہیں پھیرا بلکہ بھولے سے پھیرا ہے تو اس میں لقمہ لینا اور دینا درست تھا کیونکہ نماز جنازہ میں سجدہ سہو نہیں ہوتا اور چار تکبیریں کہنا ضروری ہیں۔ حاشیہ طحطاوی میں ہے "وذکر في الغاية أن الأربع تكبيرات قائمة مقام الأربع ركعات "ترجمہ = غایہ میں ذکر کیا گیا ہے کہ بے شک نماز جنازہ کی چار تکبیریں نماز کی چار رکعتوں کے قائم مقام ہیں۔
(حاشیہ طحطاوی، باب الجنائز، فصل الصلوۃ علیہ، صفحہ 581، قدیمی کتب خانہ، کراچی)

فتاوی عالمگیری میں نماز جنازہ میں چار تکبیروں کے فرض ہونے کے حوالے سے ہے "وصلاة الجنازة أربع تكبيرات ولو ترك واحد منها لم تجز صلاته هكذا في الكافي "ترجمہ = نماز جنازہ میں چار تکبیریں (فرض) ہیں پس اگر ایک تکبیر بھی چھوٹ گی نماز نہیں ہو گی کافی میں بھی اسی طرح ہے
(فتاوی عالمگیری،، جلد 1 کتاب الجنائز، صفحہ 164، اسلامی کتب خانہ، لاہور)

فتاوی رضویہ میں امام اہلسنت سے سوال ہوا کہ نماز جنازہ میں تیسری تکبیر کے بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ ایک بار کہا بعد یاد دہانی تکبیر کہی اور پھر سلام پھیرا جواباً آپ نے فرمایا دوسری صورت میں نماز ہو جانا بھی اسی صورت میں ہے کہ اس نے بھول کر سلام پھیرا ہو اور اگر قصداً پھیرا یہ جان کر کہ نماز جنازہ میں تین ہی تکبیریں ہیں تو یہ نماز بھی نہیں ہو گی۔
(فتاوی رضویہ، جلد 9، باب الجنائز، صفحہ 194، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــہ
مولانا ابو بکر نیلمی
20 شوال 1445ھ 29 اپریل 2024ء

الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ وعلی آلک واصحابک یا حبیب اللہ

الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی آن لائن

میت کو دو مرتبہ غسل دینے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ عوام میں مشہور ہے کہ جب میت کی روح نکلے تو اسے غسل دے دیا جائے پھر دوسری بار جنازہ کے وقت دیں کیا میت کو دو بار غسل دینا درست ہے کہ نہیں؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

میت کو ایک بار غسل دینا فرض کفایہ ہے اور اس میں پورے بدن پر تین بار پانی بہانا سنت ہے اس کے بعد پھر دوبارہ غسل دینا ثابت نہیں یہاں تک کہ غسل دینے کے بعد میت کے جسم سے کوئی نجاست نکلی تو اس صورت میں بھی صرف اس جگہ کو دھویا جائے گا مکمل غسل کی حاجت نہیں ہے لہذا جب ایک مرتبہ بطریق سنت میت کو غسل دے دیا گیا تو اب دوبارہ غسل دینا لغو وفضول ہے ہر گز نہ دیا جائے۔ فتاوی رضویہ میں ہے "غسل ایک دیا جائے گا غسل دوبارہ دینے کی مطلقاً کسی حال میں حاجت نہیں اگر نجاست بر آمد ہو دھو دی جائے"

(فتاوی رضویہ، جلد9، صفحہ 98، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ سے پوچھا گیا کہ بعض کہتے ہیں میت کو تین غسل دینے چاہئے یہ صحیح ہے یا غلط تو جواباً ارشاد فرمایا تین مرتبہ ہر جگہ سے پانی بہایا جانا سنت ہے اور یہ ایک غسل ہے تین غسل دینے کا اگر یہی مطلب ہے تو خیر ورنہ لغو"

(فتاوی امجدیہ حصہ 1، صفحہ 331، مکتبہ رضویہ، کراچی)

اللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

مولانا ابو بکر نیلی

14 شوال 1445ھ 23 اپریل 2024ء

الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک عورت کی چھ ماہ بعد قبر کشائی کی گی پوسٹ مارٹم کے لئے کیا دوبارہ نماز جنازہ ادا کریں گے یا ایسے ہی تدفین ہو گی ؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

تکمیل دفن کے بعد قبر کشائی کر کے میت کو نکالنا ممنوع و حرام ہے سوائے چند صورتوں کے جہاں تک آپ کے سوال کا تعلق ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ جب ایک دفعہ نماز جنازہ ادا کر لی گی اب دوبارہ پڑھنے کی حاجت نہیں کیونکہ شرعی مسئلہ یہ ہے کہ اگر میت کا ولی خود یا اس کی اجازت سے کوئی دوسرا شخص نماز جنازہ پڑھا دے اب دوبارہ پڑھنے کی اجازت نہیں ہے اس لئے کہ پہلی دفعہ پڑھنے سے فرض ادا ہو گیا ہے اب پڑھیں گے تو نفل ہو گی اور نماز جنازہ بطور نفل مشروع نہیں۔ مراقی الفلاح میں ہے "والنبش حرام حقا للہ تعالی "ترجمہ = قبر کو کھولنا حرام ہے باری تعالی کا حق ہونے کی وجہ سے۔

(مراقی الفلاح، کتاب الصلوۃ، صفحہ 614، قدیمی کتب خانہ)

فتاوی عالمگیری میں ہے" ولا یصلی علی میت الا مرۃ واحدۃ والتنفل بصلاۃ الجنازۃ غیر مشروع کذا فی الایضاح "ترجمہ = کسی میت پر ایک بار کے سوا نماز جنازہ نہ پڑھی جائے اور نماز جنازہ نفل ادا کرنا غیر مشروع ہے اسی طرح ایضاح میں ہے ۔ (فتاوی عالمگیری، جلد 1، صفحہ 163، الصلوۃ علی المیت، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

مولانا ابو بکر نیلمی

14 رمضان المبارک 1445ھ 25 مارچ 2024ء

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن

میت کے بال وناخن کاٹنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ میت کے ناخن اور جسم کے غیر ضروری بال کاٹنا کیسا؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

ناخن تراشنا بال کاٹنا بالوں میں کنگھی وغیرہ کرنا یہ تمام کام زینت کی غرض سے کئے جاتے ہیں جبکہ میت زینت کا محل نہیں میت خواہ مرد ہو یا عورت اس کے جسم کے کسی بھی حصے کے بال کاٹنا شرعاناجائز مکروہ تحریمی ہے جس حالت پر بندہ فوت ہو اسی حالت پر اس کو دفنا دیا جائے۔ بحر الرائق میں ہے ''ولا يسرح شعره ولحيته ولا يقص ظفره وشعره لانها للزينة وقد استغنى عنها والظاهر أن هذا الصنيع لا يجوز قال في القنيه أما التزين بعد موتها والامتشاط وقطع الشعر لا يجوز'' ترجمہ = میت کے سر کے بالوں اور داڑھی میں کنگھی نہیں کی جائے گی اور نہ ہی اس کے ناخن اور بال کاٹے جائیں گئے اس لئے کہ یہ سارے کام زینت کے لئے ہیں اور میت اس سے مستغنی ہے اور ظاہر ہے کہ یہ فعل جائز نہیں قنیہ میں فرمایا موت کے بعد زینت اختیار کرنا کنگھی کرنا اور بال کاٹنا جائز نہیں۔

(بحر الرائق، جلد2، صفحہ 187، کتاب الجنائز، دارالکتاب الاسلامی)

بہار شریعت میں ہے ''میت کی داڑھی یا سر کے بال میں کنگھا کرنا یا ناخن تراشنا یا کسی جگہ کے بال مونڈنا یا کترنا یا اکھاڑنا ناجائز و مکروہ تحریمی ہے بلکہ حکم یہ ہے کہ جس حالت پر ہے اسی حالت میں دفن کر دیں ہاں اگر ناخن ٹوٹا ہو تو لے سکتے ہیں اور اگر ناخن یا بال تراش لئے تو کفن میں رکھ دیں۔''

(بہار شریعت، حصہ 4، صفحہ 816، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــہ

مولانا ابو بکر نیلمی

11 رمضان المبارک 1445ھ 22 مارچ 2024ء

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ وعلیٰ آلک واصحابک یا حبیب اللہ

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن

دوبارہ تعزیت کرنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کسی کی فوتگی پر اس کے ورثاء سے ایک مرتبہ تعزیت کر لینے کے بعد دوبارہ تعزیت کرنا کیسا؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

کسی فوت شدہ کے ورثاء سے ایک مرتبہ تعزیت کر لینے سے تعزیت کی سنت اداء ہو جاتی ہے تو جو ایک مرتبہ تعزیت کی سنت اداء کر چکا اس کا دوبارہ تعزیت کے لئے جانا مکروہ ہے۔ فتاوی عالمگیری میں ہے " وروی الحسن بن زیاد اذا عزی أھل المیت مرۃ فلا ینبغی أن یعزیہ مرۃ أخری کذا فی المضمرات" ترجمہ = حسن بن زیاد سے روایت کی گئی ہے کہ جب کسی بندے نے میت کے ورثاء سے ایک مرتبہ تعزیت کر لی تو پس اس کے لئے مناسب نہیں کہ وہ دوبارہ تعزیت کرے اسی طرح مضمرات میں ہے۔

(عالمگیری، جلد 1، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل السادس صفحہ 167، اسلامی کتب خانہ لاہور)

در مختار میں ہے "وتکرہ التعزیۃ ثانیا" ترجمہ = دوبارہ تعزیت کرنا مکروہ ہے۔

(در مختار، کتاب الصلوۃ، باب صلوۃ الجنائز، جلد 3، صفحہ 177، کوئٹہ)

بہار شریعت میں "جو ایک بار تعزیت کر آیا اسے دوبارہ تعزیت کے لئے جانا مکروہ ہے۔"

(بہار شریعت، حصہ 4، تعزیت کا بیان، صفحہ 854، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــہ

مولانا ابو بکر نیلی

14 رجب 1445ھ / 26 جنوری 2024ء

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی آن لائن

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ داڑھی کو کالا کلر کرنے والا شخص اگر نماز جنازہ پڑھائے تو کیا نماز جنازہ اداء ہو جائے گی ؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

شخص مذکور کے پیچھے نماز جنازہ تو جائز ہے اس طور پر کہ ذمہ سے فرض کفایہ ساقط ہو جائے گا البتہ ایسے شخص کو امام بنانا ناجائز و گناہ ہے کیونکہ یہ فاسق معلن ہے جس کی اہانت واجب ہے جبکہ امام بنانے میں اس کی تعظیم ہے۔ تبیین الحقائق میں ہے "لانه لا يهتم لامر دينه ولان فی تقديمه للامامة تعظيمة وقد وجب عليهم اهانته شرعا" ترجمہ = اس لئے کہ یہ فاسق دینی معاملے کا اہتمام نہیں کرتا اسے امام بنانے میں تعظیم ہے جبکہ شرعا ان پر اس کی اہانت واجب ہے۔

(تبیین الحقائق، جلد 1، کتاب الصلوۃ، باب الامامۃ صفحہ 134، الکبری الامیریہ بولاق القاہرہ)

فتاوی رضویہ میں ہے "نماز جنازہ میں اسے (یعنی فاسق کو) امام کرنا اور بھی زیادہ معیوب کہ یہ نماز بغرض دعاء و شفاعت ہے اور فاسق کو شفاعت کے لئے مقدم کرنا حماقت تاہم اگر پڑھائے گا تو جواز نماز و سقوط فرض میں کلام نہیں۔" (فتاوی رضویہ، جلد 6، صفحہ 390، رضا فاؤنڈیشن لاہور)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــہ

مولانا ابو بکر نیلمی

16 رجب المرجب 1445ھ / 28 جنوری 2024ء

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر میت نے وصیت کی ہو کہ میرا جنازہ فلاں شخص پڑھائے تو کیا اس وصیت کو پورا کرنا ضروری ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

اولیائے میت پر میت کی جانب سے کی گئی اس وصیت کو پورا کرنا لازم وضروری نہیں ہے کیونکہ شرعا یہ لازم وصیت نہیں ہے اور نہ ہی اس سے میت کا جنازہ پڑھانے کا حق ختم ہو گا ہاں البتہ اگر کسی بزرگ ہستی کے متعلق وصیت کی ہو تو اولیاء کو چاہیے کہ وہ اس وصیت کو پورا کریں۔ فتاوی عالمگیری میں ہے "وفی الکبری المیت اذا أوصی بأن یصلی علیه فلان فالوصیة باطلة وعلیه الفتوی کذا فی المضمرات "ترجمہ= کبری میں ہے کہ میت نے وصیت کی کہ میری نماز جنازہ فلاں شخص پڑھائے تو یہ وصیت باطل ہے اور اسی پر فتوی ہے جیسا کہ مضمرات میں ہے۔

(فتاوی عالمگیری، جلد 1، کتاب الصلوۃ، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، صفحہ 163، اسلامی کتب خانہ)

بہار شریعت میں ہے "میت نے وصیت کی تھی کہ میری نماز جنازہ فلاں پڑھائے یا مجھے فلاں شخص غسل دے تو یہ وصیت باطل ہے یعنی اس وصیت سے ولی کا حق جاتا نہ رہے گا ہاں ولی کو اختیار ہے کہ خود نہ پڑھائے اس سے پڑھادے۔" (بہار شریعت، حصہ 4، نماز جنازہ کا بیان، صفحہ 837، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبــــــہ

مولانا ابو بکر نیلمی

29 جمادی الاخریٰ 1445ھ / 12 جنوری 2024ء

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ
وعلیٰ آلک واصحابک یاحبیب اللہ

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن

عورت کی میت کو قبر میں اتارنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اجنبی شخص عورت کی میت کو قبر میں اتار سکتا ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

پرہیزگار اجنبی شخص عورت کی میت کو قبر میں اتار سکتا ہے شرعا کوئی حرج نہیں بشرطیکہ عورت کے محرم اور غیر محرم رشتے دار موجود نہ ہوں کیونکہ محارم کا ہونا اولی ہے۔ فتاوی عالمگیری میں ہے "وذو الرحم المحرم أولی بادخال المرأۃ من غیرھم کذا فی الجوھرۃ النیرۃ وکذا ذو الرحم غیر المحرم أولی من الاجنبی فان لم یکن فلا بأس للأجانب وضعھا کذا فی البحر الرائق" ترجمہ = غیر محرم رشتے داروں کے مقابلے میں محرم رشتے داروں کا عورت کی میت کو قبر میں اتارنا اولی ہے جیسا کہ بحر الرائق میں ہے اور ایسے ہی غیر محرم رشتے دار اجنبی سے بہتر ہیں پس اگر یہ سارے نہ ہوں تو کوئی حرج نہیں اجنبیوں کے لئے عورت کی میت کو قبر میں اتارنے میں۔
(فتاوی عالمگیری، جلد 1، صفحہ 166، الفصل السادس فی القبر والدفن، دار الفکر بیروت،)

بہار شریعت میں ہے "عورت کا جنازہ اتارنے والے محارم ہوں یہ نہ ہوں تو دیگر رشتے والے یہ بھی نہ ہوں تو پرہیزگار اجنبی کے اتارنے میں مضایقہ نہیں۔"

(بہار شریعت، جلد 1، حصہ 4، صفحہ 844، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

مولانا ابو بکر نیلی

4 جمادی الاخری 1445ھ 18 دسمبر 2023ء

الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن

قبر میں پانی آجائے تو شرعی حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ قبر میں پانی آجائے تو کیا قبر کو کھولا جائے گا ؟۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

قبر میں پانی آ جانے کی صورت میں بھی قبر کو کھولنا ناجائز وحرام ہے ۔مراقی الفلاح میں ہے"والنبش حرام حقاللہ تعالی"ترجمہ = قبر کو کھولنا حرام ہے باری تعالی کا حق ہونے کی وجہ سے۔

(مراقی الفلاح، کتاب الصلوۃ، صفحہ 614، قدیمی کتب خانہ)

فتاوی رضویہ میں ہے"مسلمان کی قبر کو کھولنا تو نہایت سخت شدید جرم ہے اسلامی سلطنت ہو تو ایسا شخص سخت تعزیر کا مستحق ہے یہاں تک کہ سلطان اسلام کی اگر رائے ہو جو ایسی حرکات کا مرتکب ہوا کرتا ہو اسے سزائے قتل دے سکتا ہے۔"

(فتاوی رضویہ، جلد 16، صفحہ 540، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

فتاوی نوریہ میں نور اللہ نعیمی رحمۃ اللہ علیہ سے سوال ہوا کہ اگر قبر میں بارش یا سیلاب کی وجہ سے پانی داخل ہو گیا ہو اور قبر بھی زمین میں دب گئی اور یہ بھی یقین کامل ہے کہ مٹی اور پانی باہم مل کر کیچڑ بن گیا ہے اور کیچڑ سے مردہ آلودہ ہو گیا ہے اب اس صورت میں مردہ کو قبر سے نکال کر دوسری قبر میں دفن کیا جائے یا اسی قبر پر مٹی ڈال دی جائے تو اس سوال کے جواب میں فرماتے ہیں "بعد از تکمیل دفن نبش قبر واخراج میت کو حضرات احناف رحمھم اللہ تعالی نے ممنوع وحرام قرار دیا ہے۔"

(فتاوی نوریہ، جلد 1، صفحہ 721، حنفیہ فریدیہ، بصیر پور)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

مولانا ابو بکر نیلمی

13 جمادی الاخریٰ 1445ھ / 28 نومبر 2023ء

تین دن کے بعد تعزیت

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ تین دن کے بعد تعزیت کرنے کا کیا حکم ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

تین دن کے بعد تعزیت کرنا مکروہ ہے کیونکہ اس سے غم تازہ ہوتا ہے مگر جب تعزیت کرنے والا یا جس کی تعزیت کی جا رہی ہے وہ غائب ہوں تو اس صورت میں تین دن کے بعد تعزیت کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے یا موجود ہے مگر اسے علم نہیں تو بھی بعد میں تعزیت کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ جوہرہ نیرہ میں ہے " ووقتها من حين يموت الى ثلاثة ايام وتكره بعد ذلك لانها تجدد الحزن الا ان يكون المعزى او المعزى غائباً فلا بأس "ترجمہ =تعزیت کا وقت موت کے وقت سے لے کر تین دن تک ہے اس کے بعد مکروہ ہے اس لئے کہ اس سے غم تازہ ہوتا ہے مگر جب تعزیت کرنے والا یا جس کی تعزیت کی جارہی ہے وہ غائب ہوں تو اس صورت میں تین دن کے بعد تعزیت کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ (جوہرہ نیرہ، کتاب الصلوۃ، جلد1، صفحہ 273، پشاور)

بہار شریعت میں ہے "تعزیت کا وقت موت سے تین دن تک ہے اس کے بعد مکروہ ہے کہ غم تازہ ہوگا مگر جب تعزیت کرنے والا یا جس کی تعزیت کی جائے وہاں موجود نہ ہو یا موجود ہے مگر اسے علم نہیں تو بعد میں حرج نہیں۔"

(بہار شریعت، جلد1، صفحہ 852، کراچی)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

کتبہ

ابو بکر نیلمی

23ربیع الثانی1445ھ 8نومبر2023ء

چھوٹے بچے کی میت کو غسل

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک سال کی بچی فوت ہو جائے غسل دینے والی عورتوں کی موجودگی میں مرد غسل دے سکتا ہے یا نہیں؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

چھوٹے بچے کی میت نر ہو یا مادہ اسے مرد اور عورت دونوں غسل دے سکتے ہیں فتاوی عالمگیری میں ہے " فان کان المیت صغیراً لا یشتھی جاز أن یغسلہ النساءوکذااذاکانت صغیر لا تشتھی جازللرجال غسلھا" ترجمہ = میت اگر چھوٹا بچہ ہو جو حد شہوت کو نہ پہنچا ہو عورت کا غسل دینا جائز ہے اور اسی طرح میت چھوٹی بچی کی ہو جو حد شہوت کو نہ پہنچی ہو مردوں کا اس کو غسل دینا جائز ہے۔ (عالمگیری، جلد 1، ص160،)

بہار شریعت میں ہے "مرد کو مرد نہلائے اور عورت کو عورت میت چھوٹا لڑکا ہے تو اسے عورت بھی نہلا سکتی ہے اور چھوٹی لڑکی کو مرد بھی چھوٹے سے مراد کہ حد شہوت کو نہ پہنچے ہوں"

(بہار شریعت، جلد 1، حصہ 4، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

کتبہ

ابو بکر نیلمی

2 ربیع الثانی 1445ء 18 اکتوبر 2023ھ

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ وعلیٰ آلک واصحابک یا حبیب اللہ

AL RAZA QURAN-FIQH ACADEMY

قرآن و فقہ کی تعلیم کا مرکز

الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی آن لائن

قرآن مجید پڑھنے کے متعلق

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ قرآن مجید دیکھ کر پڑھنا افضل ہے یا زبانی؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق و الصواب

قرآن مجید کو دیکھ کر پڑھنا زبانی پڑھنے سے افضل ہے کیونکہ دیکھ کر پڑھنا زبانی پڑھنے کی بنسبت بہت سی عبادتوں کا جامع ہے۔غنیۃ المستملی میں ہے "وقراۃ القرآن من المصحف افضل لانہ جمع بین عبادتی القراۃ و النظرفی المصحف" ترجمہ = قرآن مجید کو مصحف سے دیکھ کر پڑھنا افضل ہے اس لئے کہ یہ دو عبادتوں کا جامع ہے ایک قراءۃ اور دوسرا مصحف میں دیکھنا۔ (غنیۃ المستملی، صفحہ 427)

بہار شریعت میں ہے "قرآن مجید دیکھ کر پڑھنا زبانی پڑھنے سے افضل ہے کہ یہ پڑھنا بھی ہے اور دیکھنا اور ہاتھ سے اس کا چھونا بھی اور سب عبادت ہیں۔

(بہار شریعت، جلد 1، صفحہ 550،)

و اللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

کتبہ

ابو بکر نیلمی

3 ربیع الاول 1445ء 20 2023ھ

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ وعلیٰ آلک واصحابک یاحبیب اللہ

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن

بیٹھ کر سجدہ تلاوت کرنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ سجدہ تلاوت بیٹھ کر کرنا چاہیئے یا کھڑے ہو کر؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

سجدہ تلاوت بیٹھ کر کرنا بھی جائز ہے جیسا کہ کھڑے ہو کر کرنا جائز ہے البتہ کھڑے ہو کر سجدے میں جانا اور سجدے کے بعد کھڑا ہونا یہ مستحب ہے۔ فتاوی عالمگیری میں ہے "والمستحب انہ اذا اراد ان یسجد للتلاوۃ یقوم ثم یسجد واذا رفع رأسہ من السجود یقوم ثم یقعد کذا فی الظھیریۃ" ترجمہ = مستحب یہ ہے کہ جب بندہ سجدہ تلاوت کرنے کا ارادہ کرے کھڑا ہو پھر سجدہ کرے اور جب سجدہ سے سر اٹھائے تو کھڑا ہو جائے پھر بیٹھ جائے۔ (فتاوی عالمگیری، جلد 1، صفحہ 135، اسلامی کتب خانہ، لاہور)

بہار شریعت میں ہے "سجدہ کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ کھڑا ہو کر اللہ اکبر کہتا ہوا سجدہ میں جائے کم سے کم تین بار سبحن ربی الاعلی کہے پھر اللہ اکبر کہتا ہوا کھڑا ہو جائے پہلے پیچھے دونوں بار اللہ اکبر کہنا سنت ہے اور کھڑے ہو کر سجدہ میں جانا اور سجدہ کے بعد کھڑا ہونا یہ دونوں قیام مستحب۔"

(بہار شریعت، جلد 1، حصہ 4، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

مولانا ابو بکر نیلمی

7 جمادی الاخری 1445ھ 21 دسمبر 2023ء

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن

لیٹ کر قرآن مجید کی تلاوت کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ لیٹ کر قرآن مجید پڑھنا کیسا ؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

بہتر یہی ہے کہ قبلہ رخ بیٹھ کر باادب طریقے کے ساتھ قرآن عظیم کی تلاوت کی جائے البتہ اگر لیٹنے کی حالت میں پاؤں سمیٹ لئے جائیں تو اس صورت میں بھی تلاوت کرنے میں کوئی حرج نہیں بشرطیکہ منہ کھلا ہوا ہو۔ فتاوی قاضی خان میں ہے "وتکلموا فی قراءۃ القرآن فی الفراش مضطجعا والاولی أن یقرأ علی وجہ یکون أقرب الی التعظیم "ترجمہ = بستر پر لیٹ کر قرآن مجید کی تلاوت کے بارے میں علماء کرام نے کلام فرمایا ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ بستر پر لیٹ کر ایسے طور پر تلاوت کرے جو تعظیم کے زیادہ قریب ہو۔

(فتاوی قاضی خان، جلد 1، کتاب الصلوۃ، الاحکام المتعلقہ بالقراۃ، صفحہ 146، کوئٹہ)

بہار شریعت میں ہے "لیٹ کر قرآن پڑھنے میں حرج نہیں جب کہ پاؤں سمٹے ہوں اور منہ کھلا ہو۔"

(بہار شریعت، حصہ 3، قرآن مجید پڑھنے کا بیان، صفحہ 551، مکتبۃ المدینہ کراچی)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــہ

مولانا ابو بکر نیلی

9رجب 1445ھ / 21 جنوری 2024ء

الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ وعلی الک واصحابک یا حبیب اللہ

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن

دوران تلاوت کسی کے لئے تعظیما کھڑا ہونا

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ طلباء کا دوران تلاوت استاذ کے آنے پر تعظیما کھڑا ہونا کیسا؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

طلباء کا دینی استاذ یا کسی بھی معظم دینی کی آمد پر دوران تلاوت کھڑا ہونا شرعا اس میں کوئی قباحت نہیں کھڑے ہو سکتے ہیں کیونکہ دین پڑھانے والے استاذ کی تعظیم جیسے ہر وقت کی جاتی ہے تو دوران تلاوت بھی کی جاسکتی ہے اس میں کوئی حرج نہیں۔ فتاوی رضویہ میں ہے "قرآن شریف پڑھتے میں کسی کی تعظیم کو قیام جائز نہیں مگر باپ یا علم دین کا استاذ یا پیر و مرشد یا عالم دین یا بادشاہ اسلام یا بمجبوری اس کے لئے اگر قیام نہ کرے تو اس سے ضرر پہنچنے کا ظن غالب ہو۔"

(فتاوی رضویہ، جلد22، صفحہ 379، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

بہار شریعت میں ہے "تلاوت کرنے میں کوئی شخص معظم دینی بادشاہ اسلام یا عالم دین یا پیر یا استاذ یا باپ آجائے تو تلاوت کرنے والا اس کی تعظیم کو کھڑا ہو سکتا ہے۔"

(بہار شریعت، حصہ 3، صفحہ 552، قرآن مجید پڑھنے کا بیان، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

مولانا ابو بکر نیلی

15 رمضان المبارک 1445ھ 26 مارچ 2024ء

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ ﷺ وعلیٰ آلک واصحابک یا حبیب اللہ

آن لائن الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی

مالی کفارے کے بجائے روزے رکھنے کا حکم

سوال: کیافرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ مقروض شخص کو قسم وغیرہ کے کفارے میں مالی کفارے کے بدلے روزے رکھ کر کفارہ ادا کرنے کی اجازت ہے یا نہیں ؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوھاب اللھم ھدایة الحق والصواب

اگر مقروض شخص کے پاس مالی کفارہ ادا کرنے کی طاقت ہے کہ وہ دس مسکینوں کو کھانا کھلا سکے یا کپڑے پہنا سکے تو ایسی صورت میں روزہ رکھ کر اسے کفارہ ادا کرنے کی اجازت نہیں ہو گی اگر ایسا کرے گا تو کفارہ ادا نہیں ہو گا چاہے کتنا ہی مقروض کیوں نہ ہو کیونکہ روزے کی صورت میں کفارہ ادا کرنے کی اجازت صرف اسی وقت ہے جب مالی کفارہ ادا کرنے کی طاقت نہ ہو۔ الجوہرہ نیرہ میں ہے "اما اذا کان فی ملکه ذلك لا یجزیه الصوم وھو ان یکون فی ملکه عبد أو کسوۃ أو طعام عشرۃ مساکین سواء کان علیه دین ام لا" ترجمہ = جب اس کی ملک میں کفارہ ادا کرنے کے لئے مال ہو تو روزے رکھ کر کفارہ ادا کرنا جائز نہیں کفارہ مالی کی صورت یہ ہے کہ اس کے پاس غلام ہو یا دس مسکینوں کو کپڑے پہنانے کی طاقت ہو یا دس مسکینوں کو کھانا کھلانے کی طاقت ہو برابر بات ہے کہ اس پر قرضہ ہو یا نہ ہو۔ (الجوہرہ نیرہ، کتاب الایمان، جلد2، صفحہ 253، میر محمد کتب خانہ باغ کراچی)

اللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ
مولانا ابو بکر نیلمی
20شوال1445ھ 29اپریل2024ء

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

AL RAZA QURAN- -FIQH ACADEMY

قرآن و فقہ کی تعلیم کا مرکز

الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی آن لائن

قرآن مجید پر ہاتھ رکھ کر کوئی بات کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کسی نے قرآن عظیم پر ہاتھ رکھ کر کہا آج دوپہر کا کھانا نہیں کھاوں گا پھر اس دن اس نے دوپہر کا کھانا کھالیا تو اس پر کیا کفارہ ہے ؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

قرآن پاک پر ہاتھ رکھ کر کوئی بات کرنی جبکہ لفظا حلف و قسم کے ساتھ نہ ہو تو یہ شرعاً قسم نہیں کہ اس کا کفارہ دیا جائے بلکہ یہ وعدہ ہے اگر کسی گناہ نہ کرنے کا وعدہ ہو تو پھر مزید اسے ترک کرنا ضروری ہے۔ فتاوی رضویہ میں ہے "ہاں مصحف شریف ہاتھ میں لے کر یا اس پر ہاتھ رکھ کر کوئی بات کہنی اگر لفظا حلف و قسم کے ساتھ نہ ہو حلف شرعی نہ ہو گا مثلاً کہے کہ میں قرآن مجید پر ہاتھ رکھ کر کہتا ہوں ایسا کروں گا تو پھر نہ کیا تو کفارہ نہ آئے گا۔

(فتاوی رضویہ، جلد 13، صفحہ 574)

بہار شریعت میں ہے "مصحف شریف ہاتھ میں اٹھانا حلف شرعی نہیں ہے۔

(بہار شریعت، حصہ 13، صفحہ 1033،)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

کتبہ

ابو بکر نیلمی

3 ربیع الاول 1445ء 20 ستمبر 2023ھ

الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی آن لائن

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ منکر جس پر قسم لازم ہے وہ خود قسم نہ اٹھائے اور کسی کو اپنا نائب بنادے جو اس کی طرف سے قسم کھائے تو کیا یہ جائز ہے یا اس کو خود حلف اٹھانا ہو گا ؟۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

صورت مذکورہ میں منکر کے لئے جائز نہیں کہ وہ قسم کھانے میں اپنی جگہ کسی کو نائب بنائے کیونکہ قسم میں نیابت جاری نہیں ہو سکتی کہ ایک کی جگہ دوسرا قسم کھائے البتہ استخلاف میں نیابت جاری ہو سکتی ہے تنویر الابصار میں ہے "النیابۃ تجری فی الاستخلاف لا الحلف" ترجمہ = قسم کے طلب کرنے میں نیابت جاری ہو سکتی ہے نہ کہ قسم کھانے میں ۔ (تنویر الابصار، جلد 8، صفحہ 346، مکتبہ رحمانیہ)

بہار شریعت میں ہے "حلف میں نیابت نہیں ہو سکتی کہ ایک شخص کی جگہ دوسرا قسم کھا جائے استخلاف میں نیابت ہو سکتی ہے یعنی دوسرا شخص مدعی کے قائم مقام ہو کر حلف طلب کر سکتا ہے۔"
(بہار شریعت، جلد 2، صفحہ 1030، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

مولانا ابو بکر نیلمی

14 جمادی الاولی 1445ھ / 29 نومبر 2023ء

الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی آن لائن

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ بکر نے زید سے پوری زندگی کلام نہ کرنے کی قسم کھائی اب بکر زید کے فوت ہونے کے بعد اسکی قبر پر جا کر تخاطب والے الفاظ سے سلام کر سکتا ہے یا نہیں ؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

صورت مذکورہ میں بکر زید کے فوت ہونے کے بعد اس کی قبر پر جا کر اسے تخاطب والے الفاظ سے سلام کر سکتا ہے کیونکہ قسموں کی بنیاد عرف پر ہے اور عرف میں اس طرح کی قسم سے کلام بعد الموت مقصود نہیں ہوتا لہذا اس کلام سے بکر حانث نہیں ہوگا۔ محیط برہانی میں ہے "واذا خلف لا یکلم فلانا ابدا فکلمہ بعد ما مات لا یحنث فی یمینہ لان معنی الکلام لم یوجد وان وجد صورتہ لان معنی الکلام الافہام یعنی بہ افہام الغرض وذلک بالاسماع وانہ لا یتحقق بعد الموت" ترجمہ = اگر کسی نے قسم اٹھائی کہ وہ فلاں سے ہمیشہ کے لئے کلام نہیں کرے گا پس اس کے مرنے کے بعد اس سے کلام کیا تو اپنی قسم میں حانث نہیں ہوگا اس لئے کہ کلام کے معنی نہیں پائے گے اگرچہ کلام کی صورت پائی گی ہے اس لئے کہ کلام کا معنی ہے غرض کا سمجھانا اور یہ سننے کے ساتھ ہوتی ہے اور یہ سننا موت کے بعد متحقق نہیں ہوتا (محیط برہانی، کتاب الایمان، جلد 4، صفحہ 243، دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان)

فتاوی رضویہ میں ہے "جامع صغیر امام محمد رحمہ اللہ علیہ میں ہے امام محمد رحمہ اللہ نے امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے انہوں نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ ایک شخص نے دوسرے کو کہا اگر میں تجھے ماروں تو میرا غلام آزاد ہے دوسرے کے فوت ہونے کے بعد اس نے اسے مارا تو قسم نہ ٹوٹے گی یوں ہی لباس کلام یا دخول دار کی قسم کھائی ہو تو وہ بھی فوت ہونے کے بعد کاروائی پر نہ ٹوٹے گی کہ ان قسموں کا تعلق زندہ سے ہوتا ہے وجہ اس کی یہ ہے کہ بنائے یمین عرف پر ہے اور عرف میں اس سے کلام بعد الموت مقصود و مفہوم نہیں ہوتا۔" (فتاوی رضویہ، جلد 13، صفحہ 496، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

مولانا ابو بکر نیلی

22 جمادی الاولی 1445 7 دسمبر 2023ء

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کہ ایک شخص نے کہا میں فلاں کام نہیں کروں گا اور ساتھ کہتا ہے کہ میں نے یہ کام نہ کرنے کی قسم کی ہے حقیقتا اس نے قسم نہیں کی ایسے کہنے سے قسم ہو جائے گی؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

یاد رہے کہ یہ قسم کا اقرار کرنا ہے جو کہ حقیقت میں جھوٹ ہے اس سے قسم تو منعقد نہیں ہو گی البتہ جھوٹ بولنے کا گناہ لازمی طور پر ہو گا جس سے اسے توبہ کرنی ہو گی۔ محیط برہانی میں ہے " ولوقال سوکند خوردہ أم ان کان صادقا کان یمینا وان کان کاذبا فلا شیء "ترجمہ = اور اگر کسی نے کہا کہ میں نے قسم کھائی ہے اگر سچا ہے تو قسم منعقد ہو جائے گی اور اگر جھوٹا ہے تو اس پر کوئی چیز نہیں ہے۔
(المحیط، کتاب الایمان، الفصل الثانی فی الفاظ الیمین، جلد 4 صفحہ 204، بیروت)

بہار شریعت میں ہے "اگر کہا میں نے قسم کھائی ہے کہ یہ کام نہ کروں گا اور واقع میں قسم کھائی ہے تو قسم ہے اور جھوٹ کہا تو قسم نہیں جھوٹ بولنے کا گناہ ہوا۔"
(بہار شریعت، قسم کا بیان، جلد2، حصہ 9، صفحہ 302، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــہ
مولانا ابو بکر نیلمی
5رجب1445ھ / 17 جنوری 2024ء

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

آن لائن
الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ بچے کے سر پر چوٹی رکھنے کی منت ماننا کیسا ؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

اس طرح کی منتیں ماننا ناجائز و جہالت ہے ان سے بچنا چاہیئے اگر مان لی ہوں تو پوری نہ کی جائیں بلکہ کوشش کرنی چاہیئے کہ نیک کاموں کی منتیں مانی جائیں اور انہیں پورا کیا جائے۔ بہار شریعت میں ہے "بعض جاہل عورتیں لڑکوں کے کان ناک چھدوانے اور بچوں کی چوٹیاں رکھنے کی منت مانتی ہیں یا اور طرح طرح کی ایسی منتیں مانتی ہیں جن کا جواز کسی طرح ثابت نہیں اولا ایسی واہیات منتوں سے بچیں اور مانی ہوں تو پوری نہ کریں اور شریعت کے معاملہ میں اپنے لغو خیالات کو دخل نہ دیں نہ یہ کہ ہمارے بڑے بوڑھے یوہیں کرتے چلے آئے ہیں اور یہ کہ پوری نہ کریں گے تو بچہ مر جائے گا بچہ مرنے والا ہو گا تو یہ ناجائز منتیں بچا نہ لیں گی منت ماننا کرو تو نیک کام نماز روزہ خیرات درود شریف کلمہ شریف قرآن مجید پڑھنے فقیروں کو کھانا دینے کپڑا پہنانے وغیرہ کی منت مانو اور اپنے یہاں کے کسی سنی عالم سے دریافت بھی کر لو کہ یہ منت ٹھیک ہے یا نہیں۔" (بہار شریعت، حصہ 9، صفحہ 318،)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ
مولانا ابو بکر نیلمی
7 جمادی الاخری 1445ھ 21 دسمبر 2023ء

الصلوٰۃ والسلام علیك یا رسول اللہ

AL RAZA QURAN- -FIQH ACADEMY

قرآن و فقہ کی تعلیم کا مرکز

آن لائن

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی

نکاح شغار کی تعریف و حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ نکاح شغار کسے کہتے ہیں اور اس کا شرعی حکم کیا ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

نکاح شغار کی تعریف یہ ہے کہ ایک شخص اپنی لڑکی یا بہن کا نکاح بغیر مہر کے دوسرے شخص سے اس طور پر کر دے کہ دوسرا بھی اپنی بہن یا بیٹی کا نکاح اس سے کر دے ہر ایک کا مہر دوسرا نکاح ہے ایسا کرنا شرعاً ناجائز و ممنوع ہے کیونکہ حدیث پاک میں اس سے منع کیا گیا ہے۔ سنن ابن ماجہ میں ہے "ان رسول الله صلى الله عليه وسلم نهى عن الشغار والشغار ان يقول الرجل للرجل زوجني ابنتك أو أختك على أن أزوجك أبنتي أو أختي وليس بينهما صداق" ترجمہ = بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح شغار سے منع فرمایا ہے اور شغار یہ ہے کہ آدمی اپنی بیٹی یا بہن کا نکاح اس شرط پر کرے کہ وہ اپنی بیٹی یا بہن کا نکاح اسے کر کے دے اور ان کے درمیان مہر نہ ہو۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب النکاح، جلد 1، صفحہ 606، دار احیاء الکتب، بیروت)

فتاوی نوریہ میں ہے "شغار یہ ہے کہ ایک شخص دوسرے کی لڑکی کا نکاح کرے اور اپنی لڑکی کا نکاح اسے کر دے سوائے مہر کے اور ایسے ہی دوسرے کی بہن کا نکاح کرے اور اپنی بہن کا نکاح اسے کر دے سوائے مہر کے۔"

(فتاوی نوریہ، جلد 2، صفحہ 392، حنفیہ فریدیہ)

مزید ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں "بٹے والا نکاح شروع ہی سے ناجائز ہے۔"

(فتاوی نوریہ، جلد 2، صفحہ 397)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو بکر نیلمی

1 جمادی الاولی 1445 16 نومبر 2023ء

AL RAZA QURAN-FIQH ACADEMY

قرآن و فقہ کی تعلیم کا مرکز

الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی آن لائن

نکاح میں ایک گواہ

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک لڑکے نے ایک لڑکی کے ساتھ ایک گواہ کی موجودگی میں نکاح پڑھوایا شرعا یہ نکاح ہوا یا نہیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

شرعی اعتبار سے ایک گواہ کی موجودگی میں نکاح منعقد نہیں ہوتا کیونکہ نکاح کی شرائط میں سے ہے کہ گواہ دو ہوں چاہے دو مرد ہوں یا ایک مرد اور دو عورتیں ہوں۔ فتاوی عالمگیری میں ہے "فلا ینعقد النکاح بشاھد واحد" ترجمہ = ایک گواہ سے نکاح منعقد نہیں ہوتا۔ (فتاوی عالمگیری، جلد 1، صفحہ 267،)

فتاوی رضویہ میں ہے "نکاح کے لئے دو مرد یا ایک مرد دو عورتیں گواہ ہونا لازم ہے صرف ایک مرد کے سامنے ایجاب وقبول کر لینے سے نکاح نہیں ہو سکتا۔"
(فتاوی رضویہ، جلد 11، صفحہ 294، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــہ

ابو بکر نیلمی

30ربیع الثانی1445 15نومبر2023ء

شادی کے موقع پر شوہر سے زیورات کا مطالبہ

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ شادی کے موقع پر لڑکی والوں کی طرف سے لڑکے والوں کو زیور کا پابند کرنا کیسا؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

اس طرح کا مطالبہ کرنا شرعا جائز نہیں ہے چاہے لڑکی والے کریں یا لڑکے والے کریں کیونکہ یہ رشوت ہے فتاوی رضویہ میں اسی طرح کے ایک سوال کے جواب میں ہے "اگر وہ روپیہ دینے والا اس لئے دیتا ہے کہ اس کے لالچ سے میرے ساتھ نکاح کر دیں جب تو وہ رشوت ہے اس کا دینا لینا سب ناجائز و حرام۔ یوں ہی اگر اولیائے عورت نے کہا کہ اتنا روپیہ ہمیں دے تو تجھ سے نکاح کر دیں گئے ورنہ نہیں جیسا کہ بعض دہقانی جاہلوں میں کفار ہنود سے سیکھ کر رائج ہے تو یہ بھی رشوت و حرام۔" (فتاوی رضویہ، جلد 12، ص284، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

امام اہلسنت اسی طرح کہ ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں "یہ روپے جو (نکاح میں دینے کے عوض) باندھے گئے ہیں محض رشوت و حرام ہیں، نہ ان کا کھانا جائز نہ بانٹ لینا جائز نہ مسجد میں لگانا جائز بلکہ لازم ہے جس شخص سے لئے ہیں اسے واپس دیں۔" (فتاوی رضویہ، جلد 23، صفحہ 538، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

کتبــــــــــــــہ

ابو بکر نیلمی

22ربیع الثانی 1445 7نومبر2023ء

الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ وعلی آلک واصحابک یاحبیب اللہ

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن

عورت کو مارنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ خاوند اپنی بیوی کو مار سکتا ہے یا نہیں شرعی حکم واضح کریں؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

مار کسی بھی مسئلے کا حل نہیں ہے کوشش کرنی چاہئے کہ آپس کے معاملات افہام و تفہیم سے حل کئے جائیں لیکن پھر بھی اگر بہتری کی صورت نظر نہ آئے تو چند مواقع ہیں جہاں خاوند کو شریعت نے اجازت دی ہے کہ ایسی مار مارے جس سے جسم پر نشان وغیرہ نہ پڑیں اور نہ ہی کوئی عضو تلف ہو اور نہ ہی چہرے پر مارے کیونکہ حدیث پاک میں چہرے پر مارنے سے منع کیا ہے۔ فتاوی قاضی خان میں ہے "وله أن يضربها على أربعة منها ترك الزينة اذا أراد الزوج الزينة والثانية ترك الاجابة اذا أراد الجماع وهي طاهرة والثالثة ترك الصلوة والرابعة الخروج عن منزله بغير اذنه بعد ايفاء المهر" ترجمہ = خاوند کو حق ہے کہ وہ اپنی بیوی کو چار کاموں کے چھوڑنے پر مار سکتا ہے ان میں سے ایک بیوی کا زینت ترک کرنا جب کہ خاوند عورت کے زینت اختیار کرنے کو چاہتا ہو دوسرا اس وقت کہ جب عورت نماز نہ پڑھے تیسرا اس وقت جب خاوند عورت کو جماع کی طرف بلائے عورت حیض سے پاک ہونے کے باوجود انکار کرے چوتھا اس وقت جب عورت بغیر خاوند کی اجازت کے گھر سے باہر نکلے اور مہر بھی پورا اداء ہو چکا ہو۔

(فتاوی قاضی خان، جلد 1، کتاب النکاح، فصل فی حقوق الزوجیۃ، صفحہ 382، کوئٹہ)

بہار شریعت میں ہے "بی بی نماز نہ پڑھے تو شوہر اس کو مار سکتا ہے اسی طرح ترک زینت پر بھی مار سکتا ہے اور گھر سے باہر نکل جانے پر بھی مار سکتا ہے۔"

(بہار شریعت، حصہ 16، متفرقات، صفحہ 655، مکتبۃ المدینہ کراچی)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــہ

مولانا ابو بکر نیلمی

12 رجب 1445ھ / 24 جنوری 2024ء

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ وعلیٰ آلک واصحابک یا حبیب اللہ

الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی آن لائن

قرآن مجید والے کمرے میں صحبت کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ جس کمرے میں قرآن مجید ہو وہاں اپنی بیوی کے ساتھ جماع کرنا کیسا ؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

جس کمرے میں قرآن مجید ہو وہاں اپنی بیوی کے ساتھ صحبت کرنا جائز تو ہے شرط یہ ہے کہ قرآن عظیم پر پردہ وغیرہ ڈال دیا جائے تاکہ بے ادبی نہ ہو۔ فتاوی عالمگیری میں ہے "یجوز قربان المرأۃ فی بیت فیہ مصحف مستورا کذا فی القنیہ" ترجمہ = ایسے گھر میں عورت کے ساتھ قربت جائز ہے جس گھر میں قرآن مجید پردے میں ہو۔ (فتاوی عالمگیری، کتاب الکراہیۃ، الباب الخامس، جلد 5، صفحہ 322، الامیریہ، بولاق، مصر)
بہار شریعت میں ہے "جس گھر میں قرآن مجید رکھا ہو اس میں بیوی سے صحبت کرنا جائز ہے جبکہ قرآن مجید پر پردہ پڑا ہو۔" (بہار شریعت، حصہ 16، قرآن مجید کے آداب، صفحہ 496، مکتبۃ المدینہ، کراچی)
فتاوی رضویہ میں ہے "جہاں قرآن کریم کی کوئی آیت کریمہ لکھی ہوئی ہو کاغذ یا کسی شے پر اگرچہ اوپر شیشہ ہو جو اسے حاجب نہ ہو جب تک اس پر غلاف نہ ڈال لیں وہاں جماع یا برہنگی بے ادبی ہے۔"
(فتاوی رضویہ، جلد 23، صفحہ 404، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــہ

مولانا ابو بکر نیلمی

24 رجب المرجب 1445ھ 5 فروری 2024ء

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ وعلیٰ آلک واصحابک یا حبیب اللہ

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن

عورت کا اجنبی مرد کو دیکھنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ عورت اجنبی مرد کو دیکھ سکتی ہے یا نہیں ؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

عورت کا اجنبی مرد کو دیکھنے کا معاملہ ایسا ہی ہے جیسا مرد کا مرد کو دیکھنا لیکن عافیت اسی میں ہے کہ عورت اجنبی مرد کو نہ دیکھے البتہ دیکھنے میں جواز کی صورت بھی ہے بشرطیکہ دیکھنے سے پہلے غور کرے اور یہ یقین حاصل ہو جائے کہ یہ دیکھنا گناہوں کے دلدل میں نہیں پھنسائے گا اگر گناہوں میں پڑھنے کا شبہ بھی ہو تو پھر ہرگز نہ دیکھے۔ فتاوی عالمگیری میں ہے ”نظر المرأۃ الی الرجل الاجنبی کنظر الرجل الی الرجل تنظر الی جمیع جسدہ الا ما بین سرتہ حتی یجاوز رکبتہ“ ترجمہ = عورت کا اجنبی مرد کی طرف دیکھنا ایسا ہی جیسا مرد کا مرد کی طرف دیکھنا عورت اجنبی مرد کے تمام جسم کو دیکھ سکتی ہے سوائے ناف سے لے کر گھٹنوں کے نیچے تک۔

(فتاوی عالمگیری، جلد 5، کتاب الکراہیۃ، الباب الثامن فیما یحل، صفحہ 327، دار الفکر، بیروت)

بہار شریعت میں ہے ”عورت کا مرد اجنبی کی طرف نظر کرنے کا وہی حکم ہے جو مرد کا مرد کی طرف نظر کرنے کا حکم ہے اور یہ اس وقت ہے کہ عورت کو یقین کے ساتھ معلوم ہو کہ اس کی طرف نظر کرنے سے شہوت نہیں پیدا ہو گی اور اگر اس کا شبہ بھی ہو تو ہرگز نظر نہ کرے۔“

(بہار شریعت، حصہ 16، دیکھنے اور چھونے کا بیان، صفحہ 443، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبــــــــہ

مولانا ابو بکر نیلی

17 رمضان المبارک 1445 28 مارچ 2024ء

الصّلوٰۃ والسّلام علیک یا رسول اللہ
وعلیٰ آلک واصحابک یا حبیب اللہ

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ عورتوں کا اجنبی مردوں سے چوڑیاں پہنانا کیسا؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

عورتوں کا اجنبی مردوں سے چوڑیاں پہنانا ناجائز و حرام ہے کیونکہ اس میں بہت سارے حرام کاموں کا ارتکاب کرنا پڑتا ہے مثلاً عورت کا اجنبی مردوں کے سامنے اپنی کلائیاں کھولنا اجنبی مردوں کا عورت کے جسم کو دیکھنا اور چھونا جبکہ عورت کے جسم کو چھونے کے حوالے سے حدیث پاک میں ہے "لأن يطعن في رأس أحدكم بمخيط من حديد خير له من أن يمس امرأة لا تحل له "ترجمہ =یعنی تم میں سے کسی کے سر میں لوہے کا سوا چبھو دیا جائے یہ اس سے زیادہ بہتر ہے کہ وہ نامحرم خاتون کو چھوئے۔
(المعجم الکبیر، جلد20، صفحہ 211، ابو العلاء یزید بن عبد اللہ، مکتبہ ابن تیمیہ، قاہرہ)

امام اہلسنت سے اس طرح کا ایک سوال ہوا جس کے جواب میں آپ نے ارشاد فرمایا "حرام حرام حرام ہے ہاتھ دکھانا غیر مرد کو حرام ہے اس کے ہاتھ میں ہاتھ دینا حرام ہے جو مرد اپنی عورتوں کے ساتھ اسے روا رکھتے ہیں دیوث ہیں۔" (فتاوی رضویہ جلد22 ، صفحہ 247 ،لاہور)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــہ
مولانا ابو بکر نیلمی
11 رمضان المبارک 1445ھ 22 مارچ 2024ء

آن لائن
الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی

عورتوں کا بلند آواز سے نعت خوانی کرنا کیسا

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ عورت کا اس قدر بلند آواز سے نعت پڑھنا کہ جس سے غیر محرم کو آواز جائے شرعا کیسا؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

عورتوں کا خوش الحانی کے ساتھ اس طرح نعت خوانی کرنا کہ ان کی آواز نامحرموں تک جاتی ہو ناجائز وحرام ہے کہ عورت کی خوش الحانی وترنم والی آواز بھی عورت یعنی پردہ کی چیز ہے امام اہلسنت ارشاد فرماتے ہیں "عورت کا خوش الحانی سے باآواز ایسا پڑھنا کہ نامحرموں کو اس کے نغمہ کی آواز جائے حرام ہے

(فتاوی رضویہ، جلد 22، ص242 رضا فاونڈیشن،)

امام اہلسنت سے سوال ہوا کہ عورتیں باہم گلا ملا کر مولود شریف پڑھتی ہیں اور ان کی آوازیں غیر مرد باہر سنتیں ہیں تو اب ان کا اس طریقہ سے مولود شریف پڑھنا ان کے حق میں باعث ثواب کا ہے یا کیا؟ اس کے جواب میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا۔ عورتوں کا اس طرح پڑھنا کہ ان کی آواز نامحرم سنیں باعث ثواب نہیں بلکہ گناہ ہے۔

(فتاوی رضویہ، جلد 22، ص245)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو بکر نیلمی

9صفر 1445ء 27اگست 2023ھ

الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا مردوں کی طرح عورتوں کے لئے بھی ریشم پہننا حرام ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

ریشم کے کپڑے پہننے کے معاملے میں عورتوں کا حکم مردوں سے جدا ہے شریعت مطہرہ نے عورتوں کے لئے ریشم کے کپڑے پہننا جائز قرار دیا ہے اگرچہ خالص ریشم ہو۔ محیط برہانی میں ہے "قال عامة العلماء يحل لهن لبس الحرير الخالص "ترجمہ = اکثر علماء کے نزدیک عورتوں کے لئے خالص ریشم پہننا جائز ہے۔

(محیط برہانی، جلد 5، صفحہ 343، کتاب الکراہیۃ، الفصل العاشر فی اللبس، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

بہار شریعت میں ہے "عورتوں کو ریشم پہننا جائز ہے اگرچہ خالص ریشم ہو اس میں سوت کی بالکل آمیزش نہ ہو۔"

(بہار شریعت، حصہ 16، لباس کا بیان، صفحہ 411، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــہ

مولانا ابو بکر نیلمی

9 رمضان المبارک 1445ھ 20 مارچ 2024ء

اجنبی مرد و عورت کا جوٹھا

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ مرد کو اجنبی عورت کا اور عورت کو اجنبی مرد کا جوٹھا کھانا پینا کیسا؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

مرد کو اجنبی عورت اور عورت کو اجنبی مرد کا جوٹھا اگر معلوم ہو کہ فلانی یا فلاں کا ہے بطور لذت کھانا پینا مکروہ ہے اور اگر معلوم نہ ہو کس کا ہے یا لذت کے طور پر کھایا پیا نہ گیا ہو تو کوئی حرج نہیں بلکہ بعض صورتوں میں بہتر ہے۔ فتاوی ہندیہ میں ہے "وکراھیۃ سؤر المرأۃ للاجنبی کسؤرہ لھا لیس لعدم طھارتہ بل للاستلذاذ" ترجمہ = عورت کا جوٹھا اجنبی مرد کے لئے ایسے ہی مکروہ ہے جیسے مرد کا جوٹھا اجنبی عورت کے لئے یہ کراہیت ناپاکی کی وجہ سے نہیں بلکہ لذت کے حصول کی وجہ سے ہے۔ (فتاوی عالمگیری، جلد 1، ص23،)

بہار شریعت میں ہے "مرد کو غیر عورت کا اور عورت کو غیر مرد کا جھوٹا اگر معلوم ہو کہ فلانی یا فلاں کا جھوٹا ہے بطور لذت کھانا پینا مکروہ ہے مگر اس کھانے پانی میں کوئی کراہت نہیں آئی اور اگر معلوم نہ ہو کہ کس کا ہے یا لذت کے طور پر کھایا پیا نہ گیا تو کوئی حرج نہیں بلکہ بعض صورتوں میں بہتر ہے جیسے باشرع عالم یا دیندار پیر کا جھوٹا کہ اسے تبرک جان کر لوگ کھاتے پیتے ہیں۔ (بہار شریعت، جلد 1، حصہ2، ص341،)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو بکر نیلمی

5 ربیع الثانی 1445ھ 21اکتوبر2023ء

الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ ﷺ وعلی الک واصحابک یا حبیب اللہ

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن

عورت کا بناؤ سنگھار کرنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ عورت کا شوہر کو خوش کرنے کی نیت سے زیور پہننا بناؤ سنگہار کرنا کیسا ؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

عورت کا شوہر کی رضامندی کے لئے بناؤ سنگہار کرنا زیور پہننا ثواب کا کام ہے اور عورت کے حق میں نفل نماز سے افضل ہے بلکہ عورت کا باوصف قدرت بالکل زیور کے بغیر رہنا مکروہ ہے کیونکہ اس میں مردوں سے مشابہت پائی جارہی ہے مگر یاد رہے بناؤ سنگہار گھر کی چار دیواری میں اور وہ بھی محارم کے سامنے ہو اس بناؤ سنگہار کو غیر محرموں کے سامنے ظاہر کرنا حرام و جہنم میں لے جانا والا کام ہے ۔ فتاوی رضویہ میں ہے" بلکہ عورت کا اپنے شوہر کے لئے گہنا پہننا بناؤ سنگار کرنا باعث اجر عظیم اور اس کے حق میں نماز نفل سے افضل ہے بعض صالحات کہ خود اور ان کے شوہر دونوں صاحب اولیاء کرام سے تھے ہر شب بعد نماز عشاء پورا سنگہار کر کے دلھن بن کر اپنے شوہر کے پاس آتیں اگر انہیں اپنی طرف حاجت پاتیں حاضر رہتیں ورنہ زیور اور لباس اتار کر مصلے بچھاتیں اور نماز میں مشغول ہو جاتیں اور دلھن کو سجانا تو سنت قدیمہ اور بہت احادیث سے ثابت ہے بلکہ کنواری لڑکیوں کو زیور اور لباس سے آراستہ رکھنا کہ ان کی منگنیاں آئیں یہ بھی سنت ہے ۔"

(فتاوی رضویہ، جلد22، صفحہ 126 ،رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــہ

مولانا ابو بکر نیلی

17 رمضان المبارک 1445ھ 28 مارچ 2024ء

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ
وعلی آلک واصحابک یا حبیب اللہ

خاوند کی اجازت کے بغیر میکے جانے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر شوہر بیوی کو منع کرے کہ میری اجازت کے بغیر اپنے میکے نہیں جانا اور عورت بغیر اجازت چلی جائے تو اس کے لئے کیا شرعی حکم ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

میاں بیوی کو زندگی کی گاڑی ایک دوسرے کے مفید مشوروں سے ہی چلانی چاہئے بالخصوص گھر سے باہر جانے کے معاملات تاکہ باہمی اتحاد کی فضاء خراب نہ ہو لیکن اگر شوہر ماں باپ کے پاس جانے سے منع کرتا ہے تو شریعت مطہرہ نے عورت کو یہ اجازت دی ہے کہ وہ شوہر کی اجازت کے بغیر اپنے والدین کے یہاں ہر ہفتہ میں ایک بار صبح سے شام تک کے لئے جاسکتی ہے مگر رات میں بغیر اجازت شوہر وہاں نہیں رہ سکتی رات کو بہر حال شوہر کے یہاں واپس آنا ہو گا۔ فتاوی عالمگیری میں ہے "وقیل لا یمنعھا من الخروج الی الوالدین فی کل جمعۃ مرۃ وعلیہ الفتوی" ترجمہ = کہا گیا ہے کہ خاوند اپنی بیوی کو ہفتہ میں ایک دفعہ ماں باپ کے پاس جانے سے نہیں روک سکتا یہی مفتی بہ قول ہے۔
(فتاوی عالمگیری کتاب الطلاق، الباب السابع عشر، جلد 1 صفحہ 557، اسلامی کتب خانہ، لاہور)

فتاوی رضویہ میں ہے "اور عورت پر مرد کا حق خاص امور متعلقہ زوجیت میں اللہ اور رسول کے بعد تمام حقوق حتی کہ ماں باپ کے حق سے زائد ہے ان امور میں اس کے احکام کی اطاعت اور اس کے ناموس کی نگہداشت (یعنی اس کی عزت کی حفاظت) عورت پر فرض اہم ہے بے اس کے اذن کے محارم کے سوا کہیں نہیں جاسکتی اور محارم کے یہاں بھی ماں باپ کے یہاں ہر آٹھویں دن وہ بھی صبح سے شام تک کے لئے اور بہن بھائی چچا ماموں خالہ پھوپھی کے یہاں سال بھر بعد اور شب کو کہیں نہیں جاسکتی نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں کہ اگر میں کسی کو غیر خدا کے سجدے کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے اور ایک حدیث میں ہے کہ اگر شوہر کے نتھنوں سے خون اور پیپ بہ کر اس کی ایڑیوں تک جسم بھر گیا ہو اور عورت اپنی زبان سے چاٹ کر اسے صاف کرے تو بھی اس کا حق ادا نہ ہو گا۔"

(فتاوی رضویہ، جلد 24، صفحہ 380، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ
مولانا ابوبکر نیلی
5 رجب المرجب 1445ھ 17 جنوری 2024ء

قرآن و فقہ کی تعلیم کا مرکز

آن لائن

الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی

مسجد میں نجاست لے جانا کیسا

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ مسجد میں نجاست لے جانا شرعا کیسا؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

مسجد میں نجاست لے جانا مکروہ تحریمی ہے اگر چہ اس سے مسجد کی تلویث کا خطرہ نہ بھی ہو ۔فتاوی رضویہ شریف میں تنویر الابصار کے حوالے سے ہے، کرہ تحریما ادخال نجاسۃ فیہ فلا یجوز الاستصباح بدھن نجس فیہ ترجمہ = مسجد میں نجاست داخل کرنا مکروہ تحریمی ہے پس جائز نہیں ہے مسجد میں نجس تیل کے ساتھ چراغ جلانا

(فتاوی رضویہ جلد 16 صفحہ 239)

بہار شریعت میں ہے،، مسجد میں نجاست لے جانا اگر چہ اس سے مسجد آلودہ نہ ہو یا جس کے بدن پر نجاست لگی ہو اس کو مسجد میں جانا منع ہے۔ (بہار شریعت، جلد 1 صفحہ 645 مکتبۃ المدینہ، کراچی)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

کتبہ

ابو بکر نیلمی

9صفر 1445ء 27 اگست 2023ھ

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ وعلیٰ آلک واصحابک یاحبیب اللہ

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن

مدرسہ کی چھت پر مسجد کی تعمیر کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ مدرسے کی چھت پر مسجد بنانا شرعا کیسا؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایة الحق والصواب

مدرسے کی چھت پر مسجد بنانا شرعا جائز نہیں کیونکہ اس میں وقف کو بدلنا لازم آتا ہے جس کی شرعا اجازت نہیں۔ فتاوی عالمگیری میں ہے "ولا یجوز تغییر الوقف عن ھیئتہ" ترجمہ = وقف کو اس کی ہیئت سے بدلنا جائز نہیں۔

(فتاوی عالمگیری، جلد2، کتاب الوقف، الباب الرابع عشر، صفحہ 490، مطبوعہ کوئٹہ)

فتاوی فقیہ ملت میں ہے "اسی طرح مدرسہ کے اوپر مسجد بنانا جائز نہیں ہے کہ جو چیز جس غرض کے لئے وقف کی گئی ہے دوسری غرض کی طرف اسے پھیرنا حرام ہے کہ شرعا وقف مثل نص شارع واجب الاتباع ہے۔" (فتاوی فقیہ ملت، جلد 2، باب فی المسجد، صفحہ 155، شبیر برادرز، لاہور)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــہ

مولانا ابو بکر نیلمی

29 جمادی الاخریٰ 1445ھ / 12 جنوری 2024ء

مساجد سے پرندوں کے گھونسلے ہٹانے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ مساجد میں بسا اوقات پرندے گھونسلے بنا دیتے ہیں جس کی وجہ سے مساجد آلودہ ہو جاتی ہیں تو کیا ان گھونسلوں کو ختم کیا جا سکتا ہے ؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

شریعت مطہرہ نظافت کو پسند کرتی ہے اور خصوصا وہ جگہیں جہاں اللہ کی عبادت کی ادائیگی کی جاتی ہے ان کا ہر طرح کی گندگی سے پاک ہونا ضروری ہے لہذا صفائی کی غرض سے مساجد سے پرندوں کے گھونسلے بہر صورت ہٹائے جا سکتے ہیں البتہ مساجد کے علاوہ گھروں وغیرہ میں بنائے گئے گھونسلوں میں اگر پرندوں کے انڈے یا چھوٹے چھوٹے بچے ہوں تو اتنا انتظار کر لیں کہ بچے بڑے ہو کر اڑ جائیں پھر اس کے بعد صفائی کی جائے۔ محیط برہانی میں ہے "اذا كان فى المسجد عش الخطاف ويقذر المسجدلا بأس بأن يرمى بما فيه لان فيه تنقية المسجد" ترجمہ = جب مسجد میں پرندوں کے گھونسلے ہوں اور مسجد آلودہ ہو رہی ہو ایسی صورت میں گھونسلوں میں جو کچھ ہے اس کو پھینکنے میں حرج نہیں کیونکہ اس میں مسجد کی صفائی ہے۔ (محیط برہانی، جلد 5، صفحہ 319، کتاب الکراہیۃ، الباب الخامس فی المسجد، دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان)
در مختار میں ہے "ولا بأس برمى عش خفاش وحمام لتنقية" ترجمہ = چمگادڑ اور کبوتر کے گھونسلے کو صفائی کی غرض سے ختم کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ اسی کے تحت رد المختار میں ہے وقوله لتنقية جواب سوال حاصله أنه قال صلى الله عليه وسلم أقروا الطير على مكانتها فازالة العش مخالفة للامر فأجاب بأنه للتنقية وهى مطلوبة فالحديث مخصوص بغير المساجد "ترجمہ = شارح فرماتے ہیں کہ ماتن کا قول لتنقیہ یہ ایک سوال کا جواب ہے سوال کا حاصل یہ ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پرندوں کو ان کی جگہوں پر برقرار رکھو اور گھونسلے ختم کرنے میں اس حکم پاک کی مخالفت ہے پس مصنف نے جواب دیا کہ مساجد سے گھونسلوں کا ختم کرنا یہ صفائی کی غرض سے ہے حالانکہ صفائی ہی مطلوب ہے اور حدیث پاک مساجد کے علاوہ کے ساتھ خاص ہے۔ (رد المختار، جلد 1، صفحہ 663، باب مایفسد الصلوۃ، دار الفکر، بیروت)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــہ
مولانا ابو بکر نیلمی

19 رمضان المبارک 1445ھ 30 مارچ 2024ء

الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ وعلی آلک واصحابک

AL RAZA QURAN-O-FIQH ACADEMY

قرآن و فقہ کی تعلیم کا مرکز

الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی آن لائن

مسجد میں بیٹھے ہوئے لوگوں کو سلام کرنے کے متعلق

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کہ بارے میں کہ اگر کوئی شخص مسجد میں تلاوت قرآن ذکر اللہ میں مشغول ہو اس کو سلام کرنا کیسا اس کا جواب دینا کیسا؟ بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

اگر کوئی شخص مسجد میں تلاوت ذکر اللہ وغیرہ میں مشغول ہو تو آنے والا سلام نہ کرے کیونکہ سلام یہ زائر اور ملاقات کرنے والے کی تحیت ہے جس کا یہ وقت نہیں ہے اس وقت سلام کرنا مکروہ ہے اگر اس نے سلام کر دیا اگلے بندے کو اختیار ہے جواب دے یا نہ دے فتاوی عالمگیری میں ہے "السلام تحیۃ الزائرین والذین جلسوفی المسجد للقرآۃ والتسبیح او لانتظار الصلاۃ ما جلسو فیہ لدخول الزائرین علیھم فلیس ھذا آوان السلام فلا یسلم علیھم ولھذا قالو لو سلم علیھم الداخل وسعھم ان لا یجیبوہ ترجمہ سلام زائرین کی تحیت ہے اور وہ لوگ جو مسجد میں قرآۃ تسبیح یا انتظار نماز کے لئے بیٹھے ہیں وہ اس لئے نہیں بیٹھے لوگ ان کے پاس آئیں یہ سلام کا وقت نہیں آنے والے کو چاہئے وہ سلام نہ کرے اسی لئیے فقہاء فرماتے ہیں اگر آنے والے نے سلام کیا ان کو اختیار ہے جواب دیں یا نہ دیں

(فتاوی عالمگیری جلد 5 ص 325)

امام اہلسنت فرماتے ہیں،، جن صورتوں میں سلام مکروہ ہے جیسے مصلی یا تالی یا ذاکر یا مستنجی یا آکل پر ان لوگوں کو اختیار ہے جواب دیں یا نہ دیں

(فتاوی رضویہ جلد 22 ص 419)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو بکر نیلمی

9 صفر 1445ء 27 اگست 2023ء

الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن

ہالہ نام رکھنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ بچی کا نام ہالہ رکھنا کیسا ہے شرعی راہنمائی فرمادیں؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق و الصواب

ہالہ کا معنی ہے چاند کے چاروں اطراف کا روشن دائرہ لہذا بچی کا نام ہالہ رکھنا جائز بلکہ زیادہ بہتر ہے کیونکہ ہالہ حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی والدہ محترمہ کا نام ہے اور حدیث پاک میں نیک لوگوں کے ناموں پر نام رکھنے کی ترغیب ارشاد فرمائی گئی ہے۔ الفردوس بماثور الخطاب میں ہے "تسموا بخیارکم واطلبوحوائجکم عند حسان الوجوہ" ترجمہ = اچھوں کے نام پر نام رکھو اور اپنی حاجتیں اچھے چہرے والوں سے طلب کرو۔ (الفردوس، جلد 2، صفحہ 58، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

بہار شریعت میں ہے "بچہ کا اچھا نام رکھا جائے ہندوستان میں بہت لوگوں کے ایسے نام ہیں جن کے کوئی معنی نہیں یا ان کے برے معنی ہیں ایسے ناموں سے احتراز کریں انبیائے کرام علیھم الصلاۃ والسلام کے اسمائے طیبہ اور صحابہ و تابعین و بزرگان دین کے نام پر نام رکھنا بہتر ہے امید ہے کہ ان کی برکت بچہ کے شامل حال ہو۔" (بہار شریعت، حصہ 15، عقیقہ کا بیان، صفحہ 356، مکتبۃ المدینہ،)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

مولانا ابو بکر نیلمی

15 شوال 1445 24 اپریل 2024ء

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن

یٰسین نام رکھنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ یٰسین نام رکھنا کیسا؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

یٰسین نام رکھنا شرعا منع ہے کیونکہ یہ حروف مقطعات میں سے ہے جس کا معنی ومراد اللہ اور اسکی عطاء سے اس کا نبی ہی بہتر جانتے ہیں البتہ غلام یٰسین نام رکھا جائے تو بہتر ہے۔ بہار شریعت میں ہے "طٰہٰ یٰسین نام بھی نہ رکھے جائیں کہ یہ مقطعات قرآنیہ سے ہیں جن کے معنی معلوم نہیں ظاہر یہ ہے کہ یہ اسمائے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہیں اور بعض علماء نے اسمائے الٰہیہ سے کہا ہے بہر حال جب معنی معلوم نہیں تو ہو سکتا ہے کہ اس کے ایسے معنی ہوں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم یا اللہ تعالی کے ساتھ خاص ہوں اور ان ناموں کے ساتھ محمد ملا کر محمد طٰہٰ محمد یٰسین کہنا بھی ممانعت کو دفع نہ کرے گا۔

(بہار شریعت، حصہ 16، نام رکھنے کا بیان، صفحہ 605، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

تفسیر صراط الجنان میں ہے "جن حضرات کا نام یٰسین ہے وہ خود کو غلام یٰسین لکھیں اور بتائیں اور دوسروں کو چاہئے کہ اسے غلام یٰسین کہ کر بلائیں۔" (تفسیر صراط الجنان، پارہ 22، سورہ یٰسین، جلد 8، صفحہ 220، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

بہار شریعت میں ہے "غلام محمد غلام صدیق غلام فاروق غلام علی غلام حسن غلام حسین وغیرہ اسماء جن میں انبیاء وصحابہ واولیاء کے ناموں کی طرف غلام کو اضافت کرکے نام رکھا جائے یہ جائز ہے اس کے عدم جواز کی کوئی وجہ نہیں ہے۔"

(بہار شریعت، جلد 3، حصہ 16، نام رکھنے کا بیان، صفحہ 604، مکتبہ المدینہ، کراچی)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

مولانا ابو بکر نیلمی

23 رجب المرجب 1445ھ 4 فروری 2024ء

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ وعلیٰ اٰلک واصحابک یاحبیب اللہ

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن

لقطہ کو قرض کے طور پر دینے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ لقطے کا مالک اگر نہ ملے تو کیا اب اس شئے کو قرض کے طور پر دے سکتے ہیں یا نہیں؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

لقطہ یعنی راستے میں گری پڑی چیز اس کے بارے میں پہلا حکم یہ ہے کہ اس کے مالک کو تلاش کیا جائے اگر تلاش وبسیار کے باوجود مالک نہ ملے تو ایسی صورت میں فقراء پر صدقہ کرنے کا حکم ہوتا ہے جہاں تک صورت مسؤلہ کا تعلق ہے اس کا جواب یہ ہے کہ لقطہ کو قرض کے طور پر دیا جا سکتا ہے کیونکہ صدقہ کی بانسبت قرض دے دینے میں فائدہ یہ ہے کہ اگر بعد میں مالک آجائے تو چیز واپس کی جا سکتی ہے جبکہ صدقہ کی صورت میں جیب سے دینی پڑے گی۔ بحر الرائق میں ہے "قال فی الخلاصۃ یرفع الأمر الی الامام والامام بالخیار ان شاء قبل وان شاء لم یقبل فان قبل ان شاء عجل صدقتها وان شاء أقرضها من رجل ملیئ" ترجمہ= لقطہ حاکم کے پاس لے جایا جائے گا اور اسے اختیار ہوگا اسے قبول کرے یا نہ کرے قبول کرنے کی صورت میں اس بات کا بھی اختیار ہوگا صدقہ کرے یا ایسے شخص کو قرض میں دے جس سے واپس ملنے کی امید بھی ہو۔

(بحر الرائق، جلد 5، کتاب القطہ، صفحہ 257، کوئٹہ)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــہ

مولانا ابو بکر نیلمی

15 شوال 1445 24 اپریل 2024ء

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ وعلیٰ اٰلک واصحابک یا حبیب اللہ

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ لقطہ کی چیز اپنے شرعی فقیر ماں باپ بیوی یا اولاد کو دے سکتے ہیں یا نہیں؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

اگر لقطہ یعنی گری پڑی چیز پانے والا فقیر ہو تو بعد تشہیر خود استعمال کر سکتا ہے اور اگر غنی ہو تو اب اس کو خیرات کرنے کا حکم ہے والدین زوجہ شرعی فقیر ہوں تو ان کو لقطہ کی چیز دی جا سکتی ہے اولاد بھی مستحق ہو تو دے سکتے ہیں بشرطیکہ وہ غنی باپ کی نابالغ اولاد نہ ہو کیونکہ نابالغ اولاد اپنے غنی باپ کی وجہ سے غنی شمار ہوتی ہے۔ جوہرہ نیرہ میں ہے "ویجوز أن یتصدق بھا اذا کان غنیا علی ابیہ وابنہ وزوجتہ اذا کانو فقراء لانہ لما جاز لہ أن ینتفع بھا اذا کان فقیرا جاز ان یتصدق بھا علی ھؤلاء واللہ سبحانہ وتعالی اعلم" ترجمہ = اور جائز ہے ملتقط لقطہ کو صدقہ کرے جب خود غنی ہو اپنے والدین پر اپنی اولاد پر اپنی بیوی پر جب وہ فقراء ہوں اس لئے کہ جب ملتقط فقیر ہو تو لقطہ سے اس کو نفع اٹھانا جائز ہے تو لقطہ کو ان لوگوں پر صدقہ کرنا بھی جائز ہے۔ (جوہرہ نیرہ، جلد 1، کتاب القطہ، صفحہ 461، میر محمد کتب خانہ آرام باغ، کراچی)

مجمع الانہر میں ہے "ولو کان تصدق علی ابویہ او ولدہ الا ان یکون الولد صغیرا لأن الولد یعد غنیا بغناء ابیہ" ترجمہ = اگر اپنے والدین یا اولاد پر صدقہ کیا مگر یہ کہ وہ نابالغ بچے ہوں کیونکہ نابالغ بچہ باپ کے غنی ہونے کی وجہ سے غنی شمار ہوتا ہے۔ (مجمع الانہر فی شرح ملتقی الابحر، کتاب القطہ، جلد 1، صفحہ 708، دار احیاء التراث العربی)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــہ

مولانا ابو بکر نیلمی

25 شوال 1445ھ 6 مئی 2024ء

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ وعلی آلک واصحابک یا حبیب اللہ

آن لائن الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی

بدبودار گوشت کھانے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ خراب گوشت جس سے بدبو آرہی ہو اس کا کھانا کیسا ؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

صحت اللہ پاک کی بہت بڑی نعمت ہے ہر ایسی خوراک کا استعمال کیا جائے جو صحت کے لئے مفید ہو نہ کہ صحت کو نقصان پہنچائے جہاں تک مسئلہ بدبودار گوشت کا ہے اس کا کھانا حرام ہے کیونکہ یہ صحت کے لئے نقصان دہ ہے۔ فتاوی عالمگیری میں ہے "واللحم اذا أنتن یحرم أکلہ" ترجمہ = گوشت جب بدبودار ہو جائے اس کا کھانا حرام ہے۔

(فتاوی عالمگیری، کتاب الکراہیۃ، الباب الحادی عشر، جلد 5، صفحہ 339، الامیریہ بولاق، مصر)

بہار شریعت میں ہے "گوشت سڑ گیا تو اس کا کھانا حرام ہے۔"

(بہار شریعت، حصہ 16، کھانے کا بیان، صفحہ 380، مکتبۃ المدینہ کراچی)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــہ

مولانا ابو بکر نیلی

24 رجب المرجب 1445ھ 6 فروری 2024ء

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ وعلیٰ اٰلک واصحابک یا حبیب اللہ

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن

دانتوں سے ناخن کاٹنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ دانتوں سے ناخن کاٹنا کیسا ؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

دانتوں سے ناخن کاٹنا مکروہ ہے کیونکہ اس سے جسم پر برص یعنی سفید داغ والی بیماری پیدا ہونے کا خطرہ ہے۔ فتاوی عالمگیری میں ہے "قطع الظفر بالاسنان مکروہ یورث البرص "ترجمہ = دانتوں کے ساتھ ناخن کاٹنا مکروہ ہے دانتوں کے ساتھ ناخن کاٹنا برص جیسی بیماری کو پیدا کرتا ہے۔
(فتاوی عالمگیری ، کتاب الکراھیۃ، الباب التاسع عشر فی الختان، جلد5، صفحہ 358، بولاق مصر)

بہار شریعت میں ہے "دانت سے ناخن نہ کاٹنا چاہیے کہ مکروہ ہے اور اس میں مرض برص معاذاللہ پیدا ہونے کا اندیشہ ہے۔"
(بہار شریعت، حصہ 16، حجامت بنوانا اور ناخن ترشوانا، صفحہ 584 مکتبۃ المدینہ کراچی)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

مولانا ابو بکر نیلمی

14 رجب المرجب 1445ھ / 26 جنوری 2024ء

الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی آن لائن

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے علاقے میں بعض لوگ جانوروں کو آپس میں لڑاتے ہیں شرعاً ایسا کرنا کیسا؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

جانوروں کو لڑانا ناجائز و گناہ ہے کیونکہ یہ عمل بے گناہ و بے زبان مخلوق کو تکلیف دینے کا سبب ہے نیز حدیث پاک میں بھی اس سے سختی سے منع کیا گیا ہے۔ حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے " نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن التحریش بین البھائم "ترجمہ = رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جانوروں کو لڑانے سے منع فرمایا۔ (جامع ترمذی، جلد 3، صفحہ 262، دار الغرب الاسلامی بیروت)

فتاوی رضویہ میں ہے "اور بٹیر بازی مرغبازی اور اسی طرح ہر جانور کا لڑانا جیسے لوگ مینڈھے لڑاتے ہیں لعل لڑاتے ہیں یہاں تک کہ حرام جانوروں مثلاً ہاتھیوں ریچھوں کا لڑانا بھی سب مطلقاً حرام ہے کہ بلاوجہ بے زبانوں کو ایذا ہے۔" (فتاوی رضویہ، جلد 24، صفحہ 655، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

بہار شریعت میں ہے "جانوروں کو لڑانا مثلاً مرغ بٹیر تیتر مینڈھے بھینسے وغیرہ کہ ان جانوروں کو بعض لوگ لڑاتے ہیں یہ حرام ہے اور اس میں شرکت کرنا یا اس کا تماشا دیکھنا بھی ناجائز ہے۔"

(بہار شریعت، جلد 3، حصہ 16، صفحہ 512، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبــــــــہ

مولانا ابو بکر نیلمی

23 شوال 1445 | 30 اپریل 2024ء

الصلوٰۃ والسلام علیك یا رسول الله

الرضا قرآن وفقه اکیڈمی آن لائن

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ذبح کے وقت چھری تیز ہونے کے سبب اگر سر جدا ہو جائے تو اس ذبیحہ کو کھانے کے حوالے سے شرعی حکم کیا ہے؟۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

جانور کو قصدا اس طرح ذبح کرنا کہ سر بھی کٹ کر جدا ہو جائے تو یہ فعل مکروہ ہے البتہ ذبیحہ اور اس کا سر دونوں کا کھانا درست ہے کیونکہ کراہت اس فعل میں ہے نہ کہ ذبیحہ میں۔ عمدۃ القاری میں ہے "وقال صاحب الهدايه ومن بلغ بالسكين النخاع او قطع الرأس كره له ذلك وتؤكل ذبيحته "ترجمہ = صاحب ہدایہ نے فرمایا جو شخص چھری کے ذریعے حرام مغز تک پہنچایا اس نے ذبیحہ کا سر کاٹ دیا اس کا یہ فعل مکروہ ہے البتہ اس کا ذبیحہ کھایا جائے گا۔ (عمدۃ القاری، جلد 19، کتاب الذبائح۔ صفحہ 305، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ)

بہار شریعت میں ہے "اس طرح ذبح کرنا کہ چھری حرام مغز تک پہنچ جائے یا سر کٹ کر جدا ہو جائے مکروہ ہے مگر وہ ذبیحہ کھایا جائے گا یعنی کراہت اس فعل میں ہے نہ کہ ذبیحہ میں عام لوگوں میں یہ مشہور ہے کہ ذبح کرنے میں اگر سر جدا ہو جائے تو اس سر کا کھانا مکروہ ہے یہ کتب فقہ میں نظر سے نہیں گزرا بلکہ فقہاء کا یہ ارشاد کہ ذبیحہ کھایا جائے گا اس سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ سر بھی کھایا جائے گا۔"

(بہار شریعت، جلد 3، حصہ 15، صفحہ 315، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

مولانا ابو بکر نیلمی

16 جمادی الاولی 1445ھ 1 دسمبر 2023ء

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ
وعلیٰ آلک واصحابک یا حبیب اللہ

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن

جاہل کے وعظ کہنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ جاہل کا وعظ کہنا کیسا؟۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

منبر مسند نبی ﷺ ہے اس پر وہی شخص بیٹھے جو اس کا اہل ہو اس کے اہل صرف علماء ہیں جو کہ انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں جہاں تک صورت مسئلہ کا تعلق ہے اس کا جواب یہ ہے کہ جاہل اگر کسی عالم کی کتاب پڑھ کر سنائے اپنی طرف سے کچھ نہ کہے تو کوئی حرج نہیں بشرط کہ وہ جاہل فاسق نہ ہو اور اگر ایسا نہیں بلکہ اپنی طرف سے بیان کرے تو اسے وعظ کرنا حرام اور اس کا سننا حرام۔ فتاوی رضویہ میں ہے "منبر مسند نبی ﷺ ہے جاہل اردو خواں اگر اپنی طرف سے کچھ نہ کہے بلکہ عالم کی تصنیف پڑھ کر سنائے تو اس میں حرج نہیں جبکہ وہ جاہل فاسق مثلاً داڑھی منڈا وغیرہ نہ ہو کہ اس وقت وہ جاہل سفیر محض ہے اور حقیقۃً وعظ اس عالم کا جس کی کتاب پڑھی جائے اور اگر ایسا نہیں بلکہ جاہل خود بیان کرنے بیٹھے تو اسے وعظ کہنا حرام ہے اور اس کا وعظ سننا حرام ہے اور مسلمانوں کو حق ہے بلکہ مسلمانوں پر حق ہے کہ اسے منبر سے اتار دیں کہ اس میں نہی منکر ہے اور نہی منکر واجب ہے۔" (فتاوی رضویہ، جلد 23، صفحہ 409، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــہ

مولانا ابو بکر نیلمی

18 جمادی الاخریٰ 1445ھ / یکم جنوری 2024ء

الصلوٰۃ والسلام علیك یا رسول الله

AL RAZA QURAN- -FIQH ACADEMY

قرآن و فقہ کی تعلیم کا مرکز

آن لائن

الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی

داڑھی کو گرہ لگانا

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ داڑھی کو نیچے سے لپیٹنا کیسا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

داڑھی کو نیچے سے لپیٹنا ناجائز و مکروہ ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارک ہے "من عقد لحيته او تقلد وترا او استنجى برجيع دابة او عظم فان محمدا بریئ منه "ترجمہ جو اپنی داڑھی باندھے یا کمان کا چلہ لٹکائے یا کسی جانور کی گوبر وہڈی سے استنجاء کرے تو بے شک محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس سے بیزار ہیں۔

(سنن نسائی، کتاب الزینۃ، جلد 2، صفحہ 277، قدیمی کتب خانہ، کراچی)

یحی بن شرف نووی لکھتے ہیں "علماء نے داڑھی کے متعلق بارہ چیزیں مکروہ قرار دی ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ داڑھی کے بالوں میں گرہ لگانا۔"

(شرح صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، جلد 1، صفحہ 129، قدیمی کتب خانہ کراچی)

فتاوی رضویہ میں ہے "داڑھی غیر جہاد میں چڑھانا ناجائز و ممنوع ہے۔"

(فتاوی رضویہ، جلد 22، صفحہ 573، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

بہار شریعت میں ہے "داڑھی چڑھانا یا اس میں گرہ لگانا جس طرح سکھ وغیرہ کرتے ہیں ناجائز ہے

(بہار شریعت، جلد 3، صفحہ 585، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو بکر نیلمی

24 ربیع الثانی 1445 9 نومبر 2023ء

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن

حرام کمائی والوں سے چندہ لینے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ حرام کمائی والوں سے دینی کاموں کے لئے چندہ وصول کرنا کیسا؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

ایسے فاسق وفاجر لوگوں سے میل جول مناسب نہیں ہے خصوصا اہل علم کو البتہ جہاں تک صورت مسئلہ کا تعلق ہے تو اس کا حکم یہ ہے کہ جس کی صرف حرام کمائی ہو اس سے چندہ لینے سے بچنا چاہیے لیکن اگر خود دے تو جب تک کنفرم نہ ہو کہ یہ وہی حرام مال ہے تب تک لینا ناجائز نہیں کہ ممکن ہے کہ وہ رقم اس نے کسی سے قرض لے کر دی ہو یا کسی اور حلال طریقے سے اسے ملی ہو البتہ اگر چندہ کی مد میں دی جانے والی رقم بعینہ وہی ہے جو حرام کمائی سے ہے تو ایسی صورت میں چندہ لینا حرام ہے لیکن اگر کچھ آمدنی حرام کی اور کچھ حلال کی بھی ہو تو ایسی صورت میں اس سے چندہ لینا جائز ہے کیونکہ جب تک چندہ کی اس رقم کے بارے میں یقین نہ ہو جائے کہ یہ حرام کمائی سے ہے اس وقت تک اس کا لینا جائز ہے۔ فتاوی رضویہ میں امام اہلسنت اسی طرح کے ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں "ہاں جو جائداد زانیہ نے خریدی ہو اور اس کے شراء میں عقد ونقد دونوں زر حرام پر جمع نہ ہوئے ہوں مثلا روپیہ پیشگی دے کر کہا کہ اس روپیہ کے عوض جائداد دے دے بائع نے اس کے عوض بیع کر دی یہ تو حرام پر عقد ہوا اور وہی روپیہ زر ثمن میں دیا گیا یہ حرام کا نقد ہوا دونوں جمع ہو گئے اس صورت میں بھی وہ جائداد ان کی ملک نہ ہو گی ہاں اگر زر حرام پر عقد ونقد دونوں جمع نہ ہوئے ہوں مثلا جائداد خریدی اس وقت ثمن کی تعیین خاص مال حرام سے نہ تھی نہ وہ دکھایا گیا نہ پیشگی دیا گیا مطلق روپے کے بدلے خریدی تو یہ جائداد اس خریدنے والے کی ملک صحیح وحلال ہو جائے گی اب زر ثمن اس حرام مال سے اداء کیا گیا تو یہ گناہ ہوا بائع کو اس کا لینا حرام تھا مگر جائداد اس کی ملک میں آگئی۔" (فتاوی رضویہ، جلد16، صفحہ 121، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

فتاوی رضویہ میں ہے "جب تک ہمیں معلوم نہ ہو کہ یہ خاص روپیہ جو ہم کو دیتا ہے وہ حرام سے ہے اس کا لینا اور مسجد میں حرچ کرنا جائز ہے کچھ حرج نہیں۔" (فتاوی رضویہ۔ جلد 16، صفحہ 343، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــہ
مولانا ابو بکر نیلمی
28رجب المرجب1445 9فروری2024ء

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ وعلیٰ آلک واصحابک یا حبیب اللہ

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن

دور نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں مدرسہ کا قیام

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات ظاہری میں کوئی مدرسہ تعمیر فرمایا تھا یا نہیں؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کی بعثت کا مقصد ہی لوگوں کو جہالت کی تاریکیوں سے نکال کر علم کی روشنی میں داخل کرنا ہے البتہ جہاں تک سوال کا تعلق ہے اس کا جواب یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ظاہری حیات میں مدرسہ نام کی کوئی عمارت تعمیر نہیں فرمائی کیونکہ اس وقت مساجد ہی تعلیم و تعلم کا مرکز ہوا کرتی تھیں۔ سنن ابن ماجہ میں ہے "وانما بعثت معلما" ترجمہ = میں معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

(سنن ابن ماجہ، جلد 1، صفحہ 83، فضل العلماء، داراحیاء الکتب العربیہ،)

فتاوی رضویہ شریف میں ہے "حضور علیہ السلام نے کوئی مدرسہ تعمیر نہ فرمایا نہ صدر اول میں کوئی عمارت بنام مدرسہ بنانے کا دستور تھا ان کی مساجد ان کی مجالس یہی مدارس ہوتی تھیں ہاں تعلیم علم دین ضرور فرض ہے اسی لئے انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کی بعثت ہوتی ہے۔"

(فتاوی رضویہ، جلد 16، صفحہ 463، رضا فاونڈیشن، لاہور)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

مولانا ابو بکر نیلمی

3 شعبان المعظم 1445 14 فروری 2024ء

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ　　وعلیٰ الک واصحابک یاحبیب اللہ

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن

تعویذات کی اجرت لینے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ تعویذات کی اجرت لینے کا کیا حکم ہے ؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

شرعا تعویذات کی معقول اجرت لینا جائز ہے اس میں کوئی حرج نہیں بشرطیکہ تعویذ تمام تر شرعی خرابیوں مثلاشرکیہ کلمات وغیرہ سے پاک ہو البتہ تعویذ کو کاروبار کا ذریعہ بنانا اور اس کے ذریعے بڑی بڑی رقمیں ہتھیانا یہ دین اور دینداروں کی بدنامی کا سبب بنتا ہے جس کی کسی صورت اجازت نہیں۔ بہار شریعت میں ہے "بہت سے لوگ تعویذ کا معاوضہ لیتے ہیں یہ جائز ہے اس کو اجارہ کی حد میں داخل نہیں کیا جا سکتا بلکہ بیع میں شمار کرنا چاہیے یعنی اتنے پیسوں یا روپے میں اپنے تعویذ کو بیع کرتا ہے مگر یہ ضرور ہے کہ تعویذ ایسا ہو کہ اس میں شرعی قباحت نہ ہو جیسے ادعیہ اور آیات یا ان کے اعداد یا کسی اسم کا نقش مظہر یا مضمر لکھا جائے اور اگر اس تعویذ میں ناجائز الفاظ لکھے ہوں یا شرک و کفر کے الفاظ پر مشتمل ہو تو ایسا تعویذ لکھنا بھی ناجائز ہے اور اس کا لینا اور باندھنا سب ناجائز۔" (بہار شریعت، حصہ 14، اجارہ فاسدہ کا بیان، صفحہ 147، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــہ

مولانا ابو بکر نیلمی

29رجب المرجب 1445ھ/10 فروری 2024ء

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ وعلیٰ آلک واصحابک یا حبیب اللہ

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن

جانور کو خصی کرنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ جانوروں کو خصی کرنا کیسا ؟۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

جانوروں کو خصی کرنا جائز ہے شرعا اس میں کوئی حرج نہیں بشرط کہ منفعت مقصود ہو یا شرارت دفع کرنا مقصود ہو یا گوشت اچھا ہونا مقصود ہو کیونکہ خصی جانور کا گوشت غیر خصی کے مقابلے میں بہتر ہوتا ہے ۔درمختار شرح تنویر الابصار و جامع البحار میں ہے "وجاز خصاء البھائم حتی الھرۃ" ترجمہ-چوپائیوں کو خصی کرنا جائز ہے یہاں تک کہ بلے کو بھی۔ (الدر المختار، کتاب الکراہیت، صفحہ 660۔ دار لکتب العلمیہ، بیروت)

فتاوی رضویہ میں اسی طرح کے ایک سوال کے جواب میں ہے "بالاتفاق جائز ہے کہ اس میں منفعت ہے خصی کا گوشت بہتر ہوتا ہے اور خصی بیل محنت بھی زیادہ برداشت کرتا ہے اور تحقیق یہ ہے کہ اگر جانور کے خصی کرنے میں واقعی کوئی منفعت یا دفع مضرت مقصود ہو تو مطلقا حلال ہے اگرچہ جانور غیر ماکول اللحم ہو مثلا بلی وغیرہ ورنہ حرام ہے اسی اصل کی بناء پر ہمارے علماء گھوڑے کو خصی کرنا بھی جائز جانتے ہیں جبکہ مقصود دفع شرارت ہو۔" (فتاوی رضویہ، جلد 24، 653، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــہ

مولانا ابو بکر نیلمی

19 جمادی الاخریٰ 1445ھ 2 جنوری 2024ء

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ وعلی آلک واصحابک یا حبیب اللہ

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر ایک والد اپنی زندگی میں اپنا سارا مال ایک بیٹے کو دیدے اور باقیوں کو محروم کر دے تو کیا ایسا کرنا صحیح ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

والد کا یہ اندازِ تقسیم شرعاً جائز نہیں والدین کو چاہئے کہ اولاد کے درمیان ہبہ وغیرہ کے تقسیم کرنے میں عدل وانصاف سے کام لیں ورنہ قیامت کے دن جوابدہ ہونا پڑے گا ہاں البتہ اگر اولاد میں سے کوئی فضیلت رکھتا ہو مثلاً علم دین میں مشغول ہو اس کو زیادہ دینے میں حرج نہیں بشرطیکہ کسی کو محروم کرنے کی نیت نہ ہو۔" وقال ابویوسف تجب التسویه ان قصد بالتفضیل الاضرار "ترجمہ = اگر فضیلت دینے سے مقصود ضرر دینا ہو تو اس صورت میں برابری واجب ہے۔
(عمدۃ القاری، جلد 12، کتاب الھبہ، صفحہ 406، کوئٹہ)

فتاوی امجدیہ میں ہے "زندگی میں جو کچھ اولاد کو دینا چاہے سب کو برابر دے یہاں تک کہ لڑکے اور لڑکی میں بھی برابری ملحوظ رکھے ہاں کم و بیش دینا کسی مصلحت شرعیہ کی بنا پر ہو اضرار مقصود نہ ہو مثلاً ایک خدمت دین میں مشغول ہے کہ کسب معیشت میں مشغول ہو تو اس خدمت میں نقصان واقع ہو گا اور دوسرا ایسا نہیں یا ایک فاسق فاجر ہے کہ مال کو ضائع کر دے گا تو ایسی صورتوں میں کمی پیشی جائز ہے اور اگر اضرار مقصود ہے تو گنہگار ہے۔"
(فتاوی امجدیہ، جلد 2، صفحہ 264، مکتبہ رضویہ، کراچی)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــہ

مولانا ابو بکر نیلمی

2رجب المرجب 1445ھ 14 جنوری 2024ء

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ　وعلیٰ آلک واصحابک یا حبیب اللہ

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ عالم کا ایسی دعوت پر جانا کیسا جہاں خلاف شرع کام مثلاً گانا باجا ڈھول وغیرہ ہو رہے ہوں؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

عالم دین لوگوں کا راہنما و پیشوا ہوتا ہے اس کو چاہیے کہ وہ ہر ایسا کام کرے جس سے لوگ دین کی طرف رغبت رکھیں نہ کہ دین سے دور ہوں لہذا ایسی مجالس جہاں گناہ والے کام ہوں اگر پہلے سے پتہ ہو کہ گناہ والے کام ہوں گئے تو عالم دین ہو یا غیر عالم کسی کو بھی جانا جائز نہیں اگر جانے کے بعد معلوم ہوا تو اگر روکنے کی طاقت ہو تو علماء کے لئے حکم ہے کہ روکیں ورنہ وہاں سے چلے آئیں۔ فتاوی رضویہ میں ہے "کسی خلاف شرع مجلس میں شرکت جائز نہیں اور کھانا بھی اسی جگہ جہاں وہ خلاف شرع کام ہو رہے ہیں تو اس کھانے میں بھی شرکت جائز نہیں اور اگر وہ کھانا دوسرے مکان میں ہے وہاں کوئی امر خلاف شرع نہیں تو عام لوگوں کو جانے اور کھانے میں حرج نہیں مگر عالم یا مقتدا وہاں بھی نہ جائے مگر اس صورت میں کہ اس کے جانے سے وہ امور خلاف شرع بند ہو جائیں گئے تو ضرور جائے۔"

(فتاوی رضویہ، جلد 24، صفحہ 133، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

مولانا ابو بکر نیلمی

20 جمادی الاولی 1445　5 دسمبر 2023ء

الصلوٰۃ والسلام علیك یا رسول اللہ

AL RAZA QURAN- -FIQH ACADEMY

قرآن و فقہ کی تعلیم کا مرکز

الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی آن لائن

عقیقہ کے جانور کی ہڈیاں

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ عقیقہ کے جانور کی ہڈیاں توڑنا کیسا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

عقیقہ کے جانور کی ہڈیاں توڑنا جائز ہے کیونکہ شرعا کوئی ممانعت نہیں البتہ نیک فالی کے طور پر نہ توڑنا بہتر ہے۔ عقود دریہ میں ہے "والمستحب ان یفصل لحمها ولا یکسر عظمها تفاؤلا بسلامة اعضاء الولد" ترجمہ = مستحب ہے کہ عقیقہ کے جانور کا گوشت الگ کیا جائے ہڈیاں نہ توڑی جائیں بچے کے اعضاء سلامت رہنے کی فال کے طور پر۔

(العقود الدریہ فی تنقیح الفتاوی الحامدیہ، جلد 2، صفحہ 212،)

فتاوی افریقہ میں ہے "عقیقہ کی ہڈیاں توڑنا جائز ہے ممانعت کہیں نہیں ہاں بہتر نہ توڑنا ہے کہ اس میں بچے کے اعضاء سلامت رہنے کی فال ہے۔" (فتاوی افریقہ، صفحہ 165، شبیر برادرز، لاہور)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

کتبہ

ابو بکر نیلمی

6جمادی الاولی1445 21نومبر2023ء

وکیل کے ذریعے بیعت کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا وکیل کے ذریعے بیعت ہونا درست ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

وکیل کے ذریعے مرشد کی بیعت بلکل درست ہے شریعت مطہرہ میں اس کی دلیل موجود ہے فتاوی رضویہ شریف میں ہے "جب حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے اپنی خطائے اجتہادی سے رجوع فرماکر دست حق پرست حضرت امیر المؤمنین علی کرم اللہ تعالی وجہہ پر تجدید بیعت چاہی ظالم کے ہاتھ سے زخمی ہو چکے تھے امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ تک وصول کی طاقت نہ تھی امیر المؤمنین علی کرم اللہ تعالی وجہہ کے لشکر کا ایک سپاہی گزرا اسے بلا کر حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے اس کے ہاتھ پر تجدید بیعت فرمائی اور روح اقدس جوارح اقدس رحمت الہی میں پہنچی امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ نے یہ حال سن کر فرمایا اللہ عزوجل نے طلحہ کا جنت میں جانا نہ مانا جب تک میری بیعت ان کی گردن میں نہ ہو دیکھو امیر المؤمنین نے اس بیعت کو اپنی ہی بیعت قرار دیا نہ کہ لشکری کی اور حضرت طلحہ نے امیر المؤمنین ہی کو امیر المؤمنین و مستحق بیعت سمجھا نہ کہ معاذ اللہ لشکری کو۔"

(فتاوی رضویہ، جلد 21، صفحہ 493،494)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــــــــــــہ

ابو بکر نیلمی

8ربیع الثانی1445ھ 24اکتوبر2023ء

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ

AL RAZA QURAN--FIQH ACADEMY

قرآن و فقہ کی تعلیم کا مرکز

الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی آن لائن

سلام کا جواب دینا

سوال: کیافرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ سلام کا جواب فوراً دیناواجب ہوتا ہے یا تاخیر کی جاسکتی ہے ؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

سلام کاجواب فوراً دیناواجب ہوتا ہے بغیر عذر کے سلام کاجواب دینے میں تاخیر کرنے سے انسان گناہگار ہوتا ہے اور گناہ بھی ایسا جو بغیر توبہ کے معاف نہیں ہوتا۔ در المختار میں ہے "وردالسلام....علی الفور ترجمہ = سلام کا جواب فوراً دیناواجب ہے۔ (درالمختار، جلد 9، کتاب الحظر والاباحۃ، صفحہ 663،)

بہار شریعت میں ہے "سلام کاجواب فوراً دیناواجب ہے بلاعذر تاخیر کی گنہگار ہوا اور یہ گناہ جواب دینے سے دفع نہ ہوگا بلکہ توبہ کرنی ہوگی۔ (بہار شریعت، حصہ 16، ص460، مکتبۃ المدینہ،)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبــــــــــــــــــــہ

ابو بکر نیلمی

8ربیع الثانی 1445 24اکتوبر2023ء

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ ﷺ   وعلیٰ آلک واصحابک یا حبیب اللہ

الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی آن لائن

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ عشق مجازی میں عاشق معشوق ایک دوسرے کو جو تحائف دیتے ہیں ان کا شرعی حکم کیا ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

پہلی بات تو یہ ہے کہ والدین کو چاہئے کہ اپنی اولاد کی تربیت میں پوری کوشش کریں یہاں تک کہ اولاد کے رہن سہن پر مکمل نگاہ رکھیں تو پھر عشق مجازی جیسی خرابیاں بہت کم دیکھنے کو ملیں گئیں لیکن افسوس کہ آج کل کچھ والدین تربیت والے اس اہم کام کو سرانجام دینے میں سستی کا مظاہرہ کرتے ہیں جس کے نتائج عشق مجازی کی صورت میں نظر آتے ہیں البتہ جہاں تک آپ کے سوال کا تعلق ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس طرح تحائف کا لین دین کرنا یہ رشوت ہے گناہ کبیرہ قطعی حرام اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے ان پر واجب ہے جس جس سے تحائف وصول کئے ہیں انہیں واپس کریں البحر الرائق میں ہے "وفیھا ما یدفعہ المتعاشقان رشوۃ یجب ردھا ولا تملك" عاشق ومعشوق آپس میں ایک دوسرے کو جو تحائف دیتے ہیں وہ رشوت ہے ان کا واپس کرنا واجب ہے اور وہ ملکیت میں داخل نہیں ہوتے۔ (البحر الرائق، جلد 6 صفحہ 441، کتاب القضاء، سرکی روڈ، کوئٹہ)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــہ

مولانا ابو بکر نیلمی

15 شوال 1445 24 اپریل 2024ء

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن

ہجڑے سے پردے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا عورت کا ہجڑے سے بھی پردہ ہے شرعی راہنمائی فرمائیں؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

ہجڑے تین قسم کے ہوتے ہیں ایک وہ کہ جو عورتوں کے مشابہ ہوتا ہے دوسری قسم کا وہ کہ جو مردوں کے مشابہ ہوتا ہے تیسری قسم کا ہجڑا وہ ہوتا ہے کہ جس میں مرد و عورت دونوں کی علامتیں پائی جائیں جسے خنثیٰ مشکل کہا جاتا ہے ان میں سے جو مردوں کے مشابہ ہوتا ہے اس سے عورت کا پردہ کرنا ضروری ہے باقی دو سے عورت کا پردہ کرنا ضروری نہیں ہے۔ تنویر الابصار میں ہے "والمخنث في النظر الى الأجنبية كالفحل" ترجمہ = ہجڑا اجنبیہ کی طرف دیکھنے میں مرد کی طرح ہے۔

(تنویر الابصار، جلد 9، کتاب الحظر والاباحۃ، صفحہ 616، سرکی روڈ، کوئٹہ)

صدر الشریعہ بدر الطریقہ حضرت علامہ مولانا مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ فتاوی امجدیہ میں فرماتے ہیں "جب ہجڑا مرد ہے اس کو عورت کیوں کر کہہ سکتے ہیں جماعت میں یہ مردوں ہی کی صف میں کھڑا ہو گا۔"

(فتاوی امجدیہ، جلد 1، صفحہ 170، باب الجماعت، مکتبہ رضویہ کراچی)

حاشیہ طحطاوی میں ہے "والخنثى المشكل الرقيق كالأمة والحر كالحرة" ترجمہ = ایسا خنثیٰ مشکل جو غلام ہو وہ پردے کے معاملے میں باندی کی طرح ہے ایسا خنثیٰ مشکل جو آزاد ہو وہ پردے کے معاملے میں آزاد عورت کی طرح ہے۔

(طحطاوی علی مراقی الفلاح، کتاب الصلوۃ، فصل فی متعلقات شروط الصلوۃ، صفحہ 241، قدیمی کتب خانہ، کراچی)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ
مولانا ابو بکر نیلی
20 شوال 1445ھ 29 اپریل 2024ء